بعون خالق کون و مکان و بفضل نبی آخر الزمان

نسخۂ بے مثال در معرفت ایزد ذوالجلال موسومہ بہ



من تالیف سید شاہ مولانا جمال الحق قادری

در مطبع گلشن فیض انتساب طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین - امّا بعد ظاہر ہو کہ ایک رسالہ من تصنیف حضرت سلطان العارفین برہان العاشقین شیفتۂ جمال حق مولانا شاہ شرف الحق بو علی قلندر قدس اللہ سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہٗ بالکل مختصر زبان فارسی مین تہا اُسکو فقیر حقیر ذلہ خوار کفش بردار رہبر سالکان طریقت سرآمد راہ روان حقیقت حضرت صاحب قبلہ سید شاہ مولانا عارف الحق قادری نور اللہ مرقدہٗ اعنی جمال الحق قادری فنا صانہ اللہ عن شر الدہور نے زبان اُردو مین معہ تشریح تالیف کر کے نام اسکا خزینۃ العرفان رکہا لیکن اس فقیر کا یہ منشا نہین کہ اپنی کم مایہ معلومات کو ظاہر کر کے زمانہ مین مشہور ہو جائے - بلکہ ہر کس و ناکس رسالہ ہذا سے حضرت موصوف سے فیضیاب ہو - اگر اسمین کوئی غلطی فاحش ظاہر ہو تو حضرات ظاہر و باطن سے امید ہے کہ بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائینگے و بمقتضائے الانسان مرکب مع الخطاء والنسیان چشم پوشی کو کام فرما کے اس فقیر حقیر کو دعائے خیر سے یاد کرینگے قول حضرت صاحب موصوف - ای برادر بدانکہ مسلمان از کلمہ طیب است

دہ ہر فعلہا را کافی است و عاقبت بخیر گردد ترجمہ اسے عزیز اور جان تو تم کہ مسلمان کے لئے
کلمہ طیب بس ہے اور ہر کام کے واسطے کافی ہے (خواہ دینی ہو یا دنیوی) اور عاقبت بھلا
ساتھ نیکی کے ہی تشریح کلمہ طیب وہ ہے جسمیں شراکت کی بو یعنی من و تو کی قید نہو اور
یہ کلمہ نفی اثبات سے مرکب ہے انشاء اللہ اسکا بیان آگے آئیگا + جسنے اس کلمہ پاک کا ذکر
کیا خواہ وہ جلی ہو یا خفی صفائے قلب جسکو سلوک اول سری کہتے ہیں حاصل ہوتی ہے
افضل الذکر لا الہ الا اللہ ذکر جلی وہ ہے جو آواز سے تعلق رکھتا ہے + اور خفی جسکو
سری کہتے ہیں بے آواز ہے - اور یہ دل کے متعلق ہے جلی سے خفی میں زیادہ تر اثر ہے
قولہ لا الہ الا اللہ یعنے نیست کسے معبود کہ لائق عبادت باشد سوائے خدا ترجمہ نہیں
ہے کوئی معبود عبادت اور بندگی لینے کے لائق سوائے اللہ تعالی کے تشریح اللہ تعالی نے
اس کلمہ طیب کے ابتدا لفظ **لا** فرمایا ہے - یعنے نہیں - کیا نہیں + اس مقام میں شرک
کا نام و نشان نہیں - اور ذات اپنے صفات سے واقف نہیں + نرگن ہے - اسکو
مقام تجرید کہتے ہیں حدیث قدسی لا رب ولا عبد ولا انت ولا انا - یعنی نہیں ہے
رب اور نہ بندہ اور نہ تو اور نہ میں - چونکہ یہ مرتب صفاتی اور غیری کا ہیں اسلئے
کنت کنزاً مخفیاً فرمایا یعنی تھا خزانہ پوشیدہ لیکن یہ وقفیت نہیں کہ کس وضع
پر ہے اور کیا تھا اسمیں - از روئے وحدت اسکو لا بشرط شئی کہتے ہیں - لہذا اسمقام
کا نام **لا** رکھا گیا ؎ آنجنان گنج کہ در عرش نگنجید حسین + دیدہ بکشائے کہ
در گنج سویدا بینی + مثلاً ایک تخم + اسمیں ڈالی - پھول - پھل وغیرہ بصورت عدم موجود
ہیں - مگر تخم کو یہ خبر نہیں کہ مجھمیں کیا ہے - جامی جمال مطلق از قید مظاہر + بہ
نور خویش ہم بر خویش ظاہر + وجود بود از نقش دوئی دور + ز گفت و گوئے مائی و

تو بھی وجود - دوسرا یہ کہ ایک شخص کامل سویا ہے لیکن اسکو یہ خبر نہیں کہ میں کامل
ہوں اور کیا ہوں کیا کمال ہے غور کرتا ہوں - تاوقتیکہ بیدار ہو وقت کمال اس پر
ابھی نہاں - اسیطرح ذات حق سبحانہ تعالی کے درجہ لا میں گم تھی جیسے کوئی شراب
پیکر بیہوش ہو - اور وہ مستی انانیت و استغنائی ذات کی ہے - اس مستی اور
سن سناہٹ کے جوش کو صوت سرمد کہتے ہیں - بعضوں نے اس آواز کو صدائی
اور آواز جرس و آواز قدم محبوب کہا ہے غرض اسکو عین ذات مطلق کہتے ہیں
جامی نوائے دلبری با خویش ہست ✦ خمار عاشقی با خویش ہستا ✦ اور ہندی میں اسکو
اناحد وانگہ کہتے ہیں یہ مقام حقیقت الحقایق - منقطع الاشارات - مجہول النعت
سلب صفات - لا بشرط شئی - عالم غیب - غیب ہویت - عدم العدم اور ابد الابد سے
نامزد ہے - ہندی میں سن بھولا - نروپ - نردھار - نرگن اور پار برہم کہتے ہیں
اگر کسی نے سوال کیا کہ ذات جب مست و بیہوش ہو تو ناقص ہے کیونکہ یہ فعل و افعال
بندوں کے ہیں - جواب یہ ہے کہ آدمی ایک دوسرے فعل کے کرنے سے اپنی اصلی حالت
سے تجاوز کر جاتا ہے - مثلا شراب یا گانجہ افیون وغیرہ کے استعمال سے کیف غالب ہو کر اسکے
خون کو جوش دیکر صفرائی مادہ کے غلبہ سے اصلی حالت کو تغیر کرتی ہے کیونکہ آدم
خود صفت ذات کے ہے جب وہ دوسری شئے کا استعمال کیا جسکی صفت مثلا صفت اسکی
ہو تو وہ ضرور اسکی اصلیت کو تغیر کرکے اپنا اثر بتلا دیگی - مگر ذات اپنی انانیت اور
خود میں مست تھی وہ خودی ذات کی ہی صفت ہے نہ کہ غیر کی لہذا ذات ہرگز ناقص
نہیں ہوتی جامی ✦ گرفتار جست از تو نشان چون با ہیم ✦ اے سراپردہ از اولی
تو بیرون زجہات ✦ حضرت خواجہ بندہ نواز حسینی قدس سرہ العزیز نے فرمایا

تفہیم کے لئے وارد ہوا کا حال بیان فرماتے ہیں۔ آگے اس زمین و آسمان وغیرہ
کے کچھ نہ تھا مگر صورِ علمیہ تھا اور اُس میں کالا تھا اُس کالے میں شعلہ تھا اُس شعلہ میں نور
تھا اُس نور کا رنگ سیاہ تھا پھر وہ ایک غبار ہوا اُس غبار سے کن کی آواز نکلی تو نکل کر
ہو کر ایک نقطہ باہر آیا اُس نقطہ کو مقام اول کہتے ہیں وہ نقطہ تعین نے ستر ہزار برس
اپنی بندگی کی اور اُسی محویت میں غرق تھا یعنی اُس بندگی کو ہستی آواز کہتے
ہیں۔ دوسرے مقام میں وہ نقطہ الف کی صورت بنکر پھر ستر ہزار برس عبادت
میں مشغول رہا یعنی اُس عبادت کو صوت مطلق کہتے ہیں۔ جب اسم اللہ کا قرار
پایا تب ذکر ھو کی آواز نکلی اُس ذکر سے آتش عشق پیدا ہوئی وہ آتش سے تکبر اور
خودی اور غصہ پیدا ہوا اُسوقت نام اپنا جلال پایا اُس سے جو سنبھلا تو جمالیت
پیدا ہوئی۔ جہاں جلالیت ہے وہاں جمالیت بھی موجود ہے۔ جلالیت سے آگ پیدا
ہوئی اور جمالیت سے آب۔ جب خودی اور تکبر کی آتش نے اُسکو جوش میں لائی
تو دیکھا کہ سوا اپنے اور کوئی ہے یا نہیں۔ کسیکو نہ پایا۔ وہ آتش جوش جنبی اور
پسینہ پیدا ہوا پھر دم چھوڑا اُس دم کی ہوا سے پسینہ سکھکر مٹی کی شکل نظر
آئی اسکو چہار عنصر قرار دیکر جگت پیدا کرنے کے لئے اُس الف سے پھر
وہ نقطہ تعین اول کو رکھکر میم کی شکل بنایا اور ستر ہزار برس اُس میم کی گردش
میں سرگرداں رہا جب اُس میم سے علحدہ نہو سکا تو اُسی میم کے ساتھ دنیا میں
آکر نام احمد اور محمد کا پایا سالک نہ بھید پیوے اور وہ نہیں ایسا بیشک
خدا سے یہ ظاہر مخفی ہے۔ انہوں نے اُسے پایا اُس سے انہوں کو بچھڑ کے اشد
ملنا نہیں ہے۔ اس مقام کو مقام وصل کہتے ہیں ھو لا اسم تو ہوا

اصلا کمال این است وبس ٭ تو درو گم شو وصال این است وبس
ہوشی کا ہے جبتک خودی ثابت ہے یا ہنگ سالک کو وصال ذات نہین ہوتا
جب ہو تو ثبوت خود لکا یعنی ممکن چاہی ہرچند در نہان و عیان ثبت غیر او ٭
نے چند از تو نہ نہان ست او نہ عیان ٭ طالب دنیا لذت وصال محروم ہے کیونکہ انسان
اپنی خواہش کو جدہر رجوع کرتا ہے وہ اودہر مقید ہوتی ہے پہر اسمین
ہے مگر ایک خیال کو دو جگہ پر مقید کرنا ممکن نہین اگر کوئی چاہے تو وہ نہ ادہر رہ سکتا اور
نہ اودہر هولانا ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون ٭ این خیالست و محالست و
جنون ٭ یہہ مرتبہ مطلق المطلق اور فنا فی اللہ کا ہے کسی نوع کا اطلاق اسپر ممکن نہین
یعنی کم و زاید یا خاص و عام حتی کہ واحد کا تعین بہی ثابت نہین ہو سکتا کیونکہ ایک کے
کئی حصے کئے جاتے ہین ۔ گو ہستی ذات کا ثبوت لازم و ملزوم ہے حدیث این کان
ربک ان یخلق الخلق کان فی عماء ما فوقہ الہوا و تحتہ الہوا یعنی کہان تہا
رب تمہارا آگے خلایق کی پیدایش کے تہا بیچ باریک ابر کے نہ تہی اوپر اسکے ہوا اور
نیچے اسکے ہوا حافظ گر زندہ دلی شو زستان ٭ در گنبد عالی ندائے یا حی ہو
خود سے فانی جو ہوا حق سے رہا وہ باقی ٭ اثر اثبات پر اچہا یہہ نفی کا پہونچا ٭
اور جو لفظ ثانی کلمہ پاک کا اِلٰہ جس سے اللہ تعالی کی الہیت ثابت ہے درجہ اولی الہ ۱۴
مین اس قید سے بری تہا ۔ یہہ درجہ اثبات کا ہے ۔ اسکو توحید ۔ لاہوت ۔ عالم لطیف
اور حقیقت محمدی کہتے ہین اسدرجہ مین ذات کو فقط اپنے اثبات یعنی ہستی کا ثبوت
ہوا اگر کوئی صفت کی صورت نظر آئی ۔ جیسے کوئی سویا ہوا کچہہ ہوشیار یعنی شکر خواب
مین ہے اس مقام کو وحدت بہی کہتے ہین ۔ درجہ اول الا کو نفی اثبات کی صورت لبا

نفی میں پوشیدہ تھی اور یہی صورت کل بنا کر درجۂ ثانی میں لے آئی یعنی حالت مستی اور رنج
ہوشیاری کی کیفیت دکھائی ہے + نہان اندر نہان ہیں جانش + بگوش دل کند فہم کالشن
جب پوری پوری کمال کی وقعت ہوئی جامی + بروں زد خیمہ از اقلیم تقدس + تجلی کرد
بر آفاق و انفس + از و یک لمعہ بر ملک و ملک تافت + ملک سرگشتہ خود را چون فلک یافت
ز ہر آئینہ بنمود روئے + بہر جا خاست از وے گفتگوئے + ز ذرات جہاں آئینہ ہا ساخت + ز روئے
خود بہر یک عکس انداخت + اَلْاِنْسَانُ مِرْآۃُ الْحَقِّ - اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ
یعنی انسان آئینہ ہے حق کا - انسان بھید میرا ہے اور میں بھید اسکا - جسکی شان میں انسان کامل
فرمایا گیا وہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے اور صورت ایمان یہ ہے
حدیث اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ یعنی ایمان درمیان خوف اور امید کے ہے مسئلہ
دو ہر اللہ سے واصل اور دو ہر مخلوق سے شامل + خواص اس برزخ کبریٰ میں حرف مشدد
لا درجہ خوف کا ہے اور الا اللہ امید کا - چونکہ درجہ اول میں ممکنات کو امید و خوف تھا
تھی کہ عدم وجود میں آئیں تو درجۂ الّا کی وجہ سے حالت تعین میں آگر دنائی کی لہذا فرمایا
کہ اَلْاِنْسَانُ بُنْیَادُ رَبِّہٖ یعنی انسان بنیاد ہے رب اسکے کی اسی وجہ سے آپ حبیب و محبوب حق
ہوئے مولف دید احمد ہونے ہی دیدار احد کا ہو گیا + وصل حق کا خوب یہہ قابو نظر آیا مجھے
حدیث اَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ شَیْءٍ مِّنْ نُّوْرِیْ یعنی میں نور سے اللہ کے اور تمام شئی نور سے
میرے ہے - اگر اس وجود کا ظہور نہوتا تو درجہ لا سے الّا میں ہرگز نہ آسکتا مولف گنج
مخفی میں لا تعین وہ اپنے اوصاف سے مرقن + سر پیار نبی نے اسکو لیے آیا کفر تعین
یہہ وجود حقیقت الحقائق - برزخ کبریٰ اور مطلق المطلق ہے نقطہ مستی ذات کے
پیر نام اسکا واحدیت یعنی ذات باعتبار دو یا صفت رکھا گیا - اعظم محمد ہونے تو حق

بھی ہوتا ۔ سمجھنے کی ہی بات ہر کیا کریں ہم ۔ اور یہی نور لباس ظلمت مین پوشیدہ ہو کر
صد اسرار سے ہری مین مست تھا **قولہ تعالیٰ** یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا
ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۔ یعنی اے نبی تحقیق بھیجا ہمنے تجھکو
گواہی دینے والا اور تصدیق و تکذیب امت پر قیامت کے روز اور خوشخبری دینیوالا
تابعدارونکو ثواب سے اور نعمت سے جنت کے اور ڈرانیوالا گنہگارونکو عذاب دوزخ سے دنیا
مین اور بلانیوالا خلق کو طرف دین کے بحکم اُس خدا کے اور چراغ روشن ۔ یہان اللہ تعالے
نے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چراغ روشن فرمایا ۔ اسلئے کہ گنج مخفی مین سوائے
تاریکی اور اندھیرے کے کچھہ نہ تھا اور خود ہی اُس اندھیرے مین بیخود تھا ۔ آنچنان گنج کہ در
عرش نگنجد حسین ۔ دیدہ بکشا کہ در گنج سویدا بینی ۔ تو نور انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی
تعین ثانی نے کثرت غلبۂ شوق سے قدرتکا تماشا دکھلانیکے لئے جو اپنا اثر بتلایا تو وہ خانہ تاریک
روشن ہوگیا اسلئے فرمایا سراجا منیرا ۔ تم ہمارے گھر کے روشن چراغ ہو ۔ **مولف** منور
نہ تھا یہہ جسکے باعث ۔ ہمارے دلمین رہ جلوہ نما ہے ۔ کیا روشن خدا کا گھر وہ جسدم ۔
کہا حقنے کہ یہہ بدر الدجیٰ ہے ۔ اگر یہہ چراغ ہوتا تو اسی اندھیرے مین وہ مست و بیخود رہتا
نہ اپنی قدرت کاملہ کی خبر ہوتی نہ نور کا ظہور ہو ۔ **مولف** حقسے واقف کون ہوتا گر عدم ہوتا
وجود ۔ باعث احمد سے اس امکانمین کیا کیا ہوگیا ۔ اور یہ نور مرتبۂ احدیت مین بشکل
نقطے کے تھا مگر سیاہ درجۂ وحدت مین تعین پاکر واحدیت مین نورانی اور چمکدار بنا اسی
نشان تجلی سے کل کائنات ذاتی ۔ صفاتی ۔ اسمائی ۔ افعالی ۔ آثاری اثبات کی ٹھہر پائی
لہذا فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر نہ
پیدا کرتا مین تجھکو تو نہ پیدا کرتا مین زمین و آسمانون کو ۔ **عطار** رہبر عالم تجھہ آمدہ ۔

اسم او مجہول و اجہول ہو ہے یا خفیا اسپ وجود کے اسم کی ہستی ثابت ہے جیسے آفتاب کا
ثبوت روشنی سے ہے گر آفتاب روز روشن نہ ہوتا تو آفتاب نہ کہا جاتا اسی طرح ذات موجود
ہے ایسا ہی اللہ کی ہستی تھی مگر جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث اسم اللہ کا ثبوت
کا ظہور ہوا عطار ستر حق را وانمود از لطف حق ہے ...
حدیث قدسی اَبُوالاَرْوَاحِ مُحَمَّدٌ وَاَبُوالاَجْسَادِ آدَمُ یعنی باپ روحوں کے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہیں اور باپ اجسام کے آدم علیہ السلام۔ عطار آفرید عشق ترا از بہر
جہان ہے از تو افتاد دست شور اندر جہان ۔ نمبر ۲ افضل کلمہ پاک کا الا اللہ ہے
درجات یا فوق الذکر یعنی دونوں مراتب کی تمیز پا کر اپنے صفات اور نقصانات سے جب آگاہی پایا
تو اس مقام کو واحدیت کہتے ہیں۔ اس مرتبہ میں ساتھ صفات اور ... اعتبار ... قرار پایا
مثلاً کوئی سو کر ہوا جاگا تو کچھ نیند اور کچھ ہوشیاری یعنی نشہ خوابی کی حالت ہے اس حالت
کو وحدت کہتے ہیں جب پورا ہوشیار ہوگیا تو اپنی زندگی اور کمال کی خبر اور قدرت کی قوت
ہوگی اس آگاہی سے چار اعتبار کا ثبوت ہوا یعنی وجود۔ علم۔ نور۔ شہود۔ اور ... ذات
کا ثبوت بغیر لحاظ علم کے نہیں ہو سکتا۔ وجود یعنی ہستی کا ثبوت۔ علم یعنی جاننا
نور یعنی جس حیثیت سے کہ وہ ذات علم ہے جسکے باعث جمیع موجودات کا اپنی اپنی مختلف
صورتوں سے ظہور ہوا۔ شہود یعنی موجودات کا گواہی دینا کہ مخلوق کا خالق ہے
اور بسبب ان اعتبارات کے نفس۔ دل۔ روح کا ظہور ہوا۔ نفس یعنی حقیقت
زبان جس سے کن کا امر صادر ہوا۔ دل یعنی حقیقت کان جو لفظ کن کی آواز سنا
روح یعنی حقیقت آنکھ جو لفظ کن سے فیکون کا ظہور دیکھا۔ ان تینوں میں باہم یکجہتی
ایسی نسبت ہے کہ ایک کی بھی علحدگی گوارا نہیں ہو سکتی۔ اور ان تینوں کے ثبوت

کر لذّت درجۂ اوّل یعنی ... ہے امر ضروری ہونا ظاہر کا ۔ ذات نور ۔ کے لیئے

درجۂ ثانی میں ارزو کے علم اپنا حال دریافت کرنے کہ میں کون ہوں اور کیا قدرت دکھتا

ہوں کر کے جستجو کیا ۔ نور یعنی اپنی صفات کاملہ کو جو ارزو کے علم طرح طرح کی صورت پر مشاہدہ

کیا ۔ ذات یعنی ان اشکال کو جانا کہ یہہ میرے ہی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے ۔

جب دم اعتبارات کا پورا ثبوت ہوا تو اول اپنی زندگی پایا اور سمجھا کہ میں زندہ ہوں اُس وقت

دو صفت قرار پائے ایک حیات ۔ دوسرا علم ۔ حیات اُسکی ازلی و ابدی ہے ۔ گو درجۂ اول

میں بھی یہہ صفت موجود تھی لیکن جب تک علم نہوا اُسکی تمیز نہو سکی ۔ جب علم ہوا تو علیم

کی صفت قرار پائی ۔ یہہ دونوں صفات باہمدیگر علحدہ نہیں ہوسکتے چونکہ علم کے لیئے

حیات اور حیات کی واقفیت کے لیئے علم ضرور ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عَلِیْم یعنی تحقیق

اللہ اوپر تمام شے کے جاننے والا ہے ۔ منصور اے صفات کبریاییت برتر از ادراک ما

قاصر از کنہہ کمالت فکرت و ادراک ما ۔ اس علم کے سبب اپنی حقایق موجودات کی

صورتیں جو مرتبۂ غیبوبیت میں لباس عدم سے پوشیدہ تھیں نظر آئیں اُسکو

زندگی بخشنے اور ظاہر کرنیکے لیئے جو ارادہ کیا تو صفت مُرید کی پایا ؎

ہے قضا و قدر یک نکتہ ارادیکا ترے ۔ تونے جو چاہا کیا نقطے سے باتا ہو گیا ۔ جب

علم و قدرت نے غلبہ پر آیئے تو ان اشکال کے ظاہر کرنیکی سکت اور ہمت پایا تو صفت

قدیر کی ظاہر ہوی اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر یعنی تحقیق اللہ تعالی اوپر تمام

شے کے قادر ہے ۔ ؎ ہے جہاں ایک قطرہ آسا بحر قدرت کا ترے ۔ کسکی قدرت ہے

کہ قدرت پر تری انگلی رکھے ۔ تب اپنی قدرت کاملہ سے ممکنات کے لباس عدم کو دور

کر کے لباس شہادت سے مشاہدہ کیا تو صفت بصیر کی پایا وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَاد

یعنی اُسی دیکھتا سنتا ہے جیسے کہ ہے اُس سے کچھ پوشیدہ نہیں چاہیے دیکھے جو تیرا
بلوہی تو تو ہی ہے بینا تیرا + اور زبانِ حال کلام ہے جو تو کو سنتا اور سمجھتا
کی پایا دھو السمیع البصیر یعنی اللہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے سب کو سنتا اور
ہے وہ تجھسے پوشیدہ ہے + دلکی بہی باتین چھپی ہے جب تیرے لیے + زبان
دو قسم پر ہے ایک حال دوسری قال - حال وہ ہے کہ صورت اپنی حقیقت خود بیان
کرے مثلاً آبادی اور ویرانہ - آبادی زبان حال سے بیان کرتی ہے کہ مین آباد
ہون - علی ہذا ویرانہ بہی - لیکن آبادی سے حالت ویرانہ کی اور ویرانہ سے آبادی کی نہین
پائی جاتی - فہم من فہم - قال وہ کہ جسکا آواز سے تعلق ہو شعر ہر ذرہ بآواز
گویائی کہ گوید + ہر ذرہ از او جویائی کہ جوید + زبان حال کی وقعت سخت مشکل ہے
چنانچہ کسی سردی یا تکلیف زدہ کی صورت سے جو اُسکی واقعی حالت ہے ہرگز ظاہر نہین ہو سکتی
تاوقتیکہ وہ زبان قال سے نہ بیان کرے مگر باوجود اس بیان کے جو اصل حالت ہے معلوم
نہین ہو سکتی اور نہ وہ بیان کر سکتا - البتہ اہل دل سمجھ سکتے ہین - انسانکا دل
خفتہ ہے اسکو ہوشیار کرنا اہل دل کا کام ہے جب وہ بوساطت اہل دل ہوشیار ہوا تو خود
وہ انسان اہل دل یا زندہ دل کہلائیگا اور پہر اُس سے تجاوز کرکے علم کلی حاصل
کیا تو وہ روشندل کہلائیگا اسکے استحصال کے لئے اول خواب و بیداری کا ایک
ہونا ضرور ہے جامی خوش آنکس کز خیال و خواب بگذشت + سبکسار از چنین
گرداب بگذشت + عام مخلوق دنکو بیدار اور راتکو خواب مین رہتے ہین لیکن
خاص رات دن دونون ایک حالت پر گذارتے ہین چونکہ ممتنع الوجود بادشاہ ہے وجود
اسکا اُسکا اور حکمی فرمانبردار - ہر ایک ذیروح کی یہ حالت ہے کہ دنکو غلام ہے بادشاہ رات

[illegible] ہیں اور بادشاہ کو غلامی امورات میں مصروف رکھتے ہیں [illegible]
ان کو بادشاہ عقید سمجھتے ہیں اور غلام سمجھتے ہیں - لیکن سالک بادشاہ کو [illegible]
رکھکر غلام کو کاروبار میں مصروف رکھتے ہیں اسلئے کل جہاں کی کیفیت سے واقف [illegible]
ہیں - یہہ بات بغیر پیر کامل کے حاصل نہیں ہو سکتی مولف مثل عاشق باش ہر دم
خاکسار ہ مایۂ دل را بدست خویش آر ۔ اور ان موجودات کی غرض کو قبولیت نہیں
لائکر باحرف کاف و نون یعنی کن کہا تو صفت تکلیم کی پایا [illegible] اور نطق و کلام کی
کہ تا گویند ثنائے شکر باری کا ۔ حیات - علم - ارادہ - قدرت اسمیہ صفات ہیں اور سمع
بصر - کلام اسمیہ صفات ہیں - بہ سبب مذکورہ چار اعتبار کے تو بطون ثابت ہیں جنکو
نفس - دل - روح - سر - نور - ذات - ارواح مثال شہادت کہتے ہیں - نفس
دل - روح صفت ذات ہیں - سر نور ذات فعل ذات ہیں - ارواح - مثال شہادت
ان صفات اور افعال کا نتیجہ ہے - صفات اور افعال کا بیان صفحہ ۹ و ۱۰ میں مذکور ہے
ارواح اسکو کہتے ہیں جو صفات اور اعتبارات کے بلحاظ نظر تعین کے ساتھ تجلی
کرکے اپنے حسن قدیم کو دیکھا تو ہزارہا مختلف آئینوں کی صورت نظر آئی اور ہر ایک آئینہ
میں ایک ایک صورت بحیثیت اس آئینہ کے معلوم ہوئی اسکو ایک لباس خاکی پہنا کر
اور اپنے روح کو اسمیں پھونک کر ایک پتلا نورانی فرمانبردار بنایا نفخت فیہ من روحی
یعنی پھونکا بیچ اسکے روح میرا - روح چیست الروح من امر ربی یعنی روح امر
ربکا - مثال - یعنی اس فرمانبردار نورانی پتلے کو ایک لباس تعینی پہنا کے میثاقین
الست بربکم کے خطاب سے سرفراز فرماکر قالو بلی کا جواب سنا - اسی وجود سے قیامت کے روز
حشر ہوگا اور نیکی بدی کی جوابداری ہوگی - اور یہہ جسم عادت سے - اس وجود کے صفات

رسالہ توضیح النکات میں تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں - اللہ تعالیٰ نے عالم کو دو قسم پیدا
ایک عالم لطیف - دوسرا عالم کثیف - عالم لطیف کو عالم ارواح - عالم اسرار - عالم غیب
کہتے ہیں - عالم کثیف کو عالم اجسام - عالم عناصر - عالم خلق - عالم شہادت - عالم ناسوت
اور عالم کون کہتے ہیں - عالم لطیف مفرد ہے اور عالم کثیف مرکب - مثالی وجود
عالم لطیف میں شریک ہے - اور عنصر آتشی سے بنا ہوا - شہادت - جو وہ فرمایا
نورانی پتلے کو لباس تعین سے مزین کیا تھا اسکو چشم ظاہر بین سے معاینہ کرنیکے لئے لباس
خاکی پہنا کے شہادت الوجود نام سے آشکار کیا اور اسکی پیدائش کو نسل پر موقوف
رکھکے چار عنصر یعنی آب و آتش خاک و باد سے مرکب کر کے حیلۂ موت سے وجود مثالی کو
پھر اصلی حالت پر قائم کرنیکے لئے نفی کا اطلاق ثابت کیا عطار رحمہ ؎ حسن خویشش یا بچشم
شہود * خود تجلی کرد در ملک وجود * اس وجود کے ظہور سے مشیت ایزدی یہی تھی
کہ اپنی حقیقت معرفت سے آگاہ کرے اور علم اپنا سکھلائے - پھر سکھلانے کے فرمایا وَعَلَّمَ آدَمَ
الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا یعنی سکھلائے ہیں نے آدم کو تمام نام سے نکتہ یا جون تیغ الماس تیز
گزاری تو سپر و الیس گریز * اور اسکی خواہش کو نفس امارہ یعنی وجود خاکی کی حیات
پر موقوف کیا اور فرمایا کہ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ
سَبِيْلًا یعنی جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا سو آخرت میں بھی اندھا ہے اور وہ بہت کھویا
ہوا ہے راہ کو عطار ؎ ہر کہ اینجا نہ دید محروم است * در قیامت ز لذت دیدار * اس
سے مراد یہہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی معرفت اور دیدار سے دنیا میں اپنی آنکھ کو بند رکھے
تو وہ آخرت میں بھی دیدار سے محروم رہیگا - دنیا دو صفت سے موصوف ہے اور وہ صفات
ظاہر و باطن سے تعلق رکھتے ہیں اول یہہ کہ انسان زہد و تقوی - پیرایی - عجز

قناعت - صبر - فقر و فاقہ وغیرہ وغیرہ اور عشق حقیقی حاصل کرکے رحمان سے واصل ہوتا ہے
بیت زہد و تقوی چیست اگر مرد فقیر + لا طمع بودن ز سلطان و امیر - اس خواہش کا تعلق
نفس مطمئنہ سے ہی - انفس اوصاف حمیدہ کی شان میں دنیا کے نسبت اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ
ثابت ہے یعنی دنیا زراعت ہے آخرت کی - **دوم** وہ کہ انسان تکبر - ریا - بغض - حسد تعصب
انانیت - حرص - جہالت - بے صبری - ہوس وغیرہ وغیرہ کا عادی ہو کر شیطانی قربت
پیدا کرتا ہے - بلکہ خود شیطان بنتا ہے بیت اي انا گفتن ترا شیطان کند + چون ازان
گذری یقین انسان شوی - منجملہ ان صفات کے ایک حرص ایسی بری شئے ہے کہ خواہ مخواہ
انسانکا نفس اُسکے طرف راغب ہوتا ہی لیکن ع طمع را سہ حرف اندہر سہ تہی - علی العموم یہہ
بات ہر کس و ناکس پر اظہر من الشمس ہے مگر تقاضائے نفس سے مجبوراً دست درازی کا موقع
ہاتھہ آتا ہے **سعدی** ہر کہ بر خود در سوال کشاد + تا بمیرد نیاز مند بود + آز بگذار و
بادشاہی کن + گردن بے طمع بلند بود + یہہ خواہش نفس امارہ کی ہے یہی برائیوں کی وجہہ سے
اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَّ طَالِبُهَا كِلَابٌ کا حکم صادر ہوا یعنی دنیا مردار ہی اور طالب اُسکا کتا
اور یہہ امر قابل غور ہے کہ جب اللہ کا وصال اس دنیا کی صفت اول پر موقوف ہے تو دنیا
جو دو صفت سے موصوف ہے بلحاظ صفت اولی کے ہم اُسکو ہرگز بری نہیں کہہ سکتے اگر کہیں
تو ہر دو صفات پر اس برائی کا پورا اثر پڑیگا اور وہ صفت دوم سے علیحدہ نہیں ہو سکتی
عارف کے لئے یہہ مقام سکوت ہے **فنا** عشق میگوید بگو ہم شرع میگوید خموش + در میان ہر دو
فنا دو کو نبہانے کے لئے **سعدی** نگفتہ ندارد کسے با تو کار + ولیکن چو گفتی دلیلش بیار +
اور نیز علم معرفت حق سبحانہٗ تعالی سوائے انسانکے دوسرے کو حاصل نہیں اور اس علم کی تحصیل
بجز پیدائش دنیا کے غیر ممکن ہے یعنی ارواح نا پیدا علم معرفت سے معذور ہیں بیت دنیا

آن اب + خداست وصل خانۂ خلوت چیست دنیا کجا + عیان بنما یار تو است مشتاط
صاف ظاہر ہے کہ دنیا علم معرفت حاصل کرنیکی جا ہے پس ایسی جا کو تحصیل علم معرفت کیلئے خدا
تعمیل کر کے مردار کہنا نا زیبا ہے بلکہ مردار ہم ہو جو صفت اول کو اسکی ترک کر کے صفت دوم
کیطرف راغب ہو کر اسیکو رب کے ساتھ منسوب کرتے ہیں سو چیست دنیا از خدا غافل
بدن + نے قماش و نقره و فرزند و زن + یہی صفت ہمارے لئے مردار ہے - دنیا کے معنے
خواہش کے ہیں اور خواہش کا تعلق نفس سے ہی خواہ وہ برائی کیطرف راغب ہو یا بہلائی کیطرف
نفس امارہ کے ساتھ یہی دنیا مردار ہے اور نفس مطمئنہ کے ساتھ مَزْرَعَۃُ الْآخِرَۃ - حدیث
مَنْ اَرَادَ الدُّنْیَا فَلَہُ الدُّنْیَا وَمَنْ اَرَادَ الْعُقْبٰی فَلَہُ الْعُقْبٰی وَمَنْ اَرَادَ الْمَوْلٰی فَلَہُ
الْمَوْلٰی یعنی جو ارادہ کرے دنیا کا تو دنیا اسکے ساتھ ہے اور جو ارادہ کرے عقبیٰ کا پس ساتھ
اسکے ہی عقبیٰ اور جو ارادہ کرے مولا کا پس ساتھ اسکے ہے مولا - اور یہہ خاص معرفت کیلئے
فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَہُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہُ یعنی جو شخص جانا اپنے نفس کو پس تحقیق وہ جانا
اپنے رب کو - یہہ خطاب نفس کا طرف محمد کے ہی یعنی جسنے جانا نفس محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پس تحقیق وہ جانا اپنے ربکو مولانا روم سر پنہان است اندر صد غلاف + ظاہرش با
باطن ہر خلاف + اس معرفت کیلئے پیر کامل کا ذریعہ کہا گیا حدیث مَنْ لَا شَیْخَ
لَہُ کَامِلٌ فَشَیْخُہُ الشَّیْطَانُ یعنی جسکا پیر کامل نہیں پس شیخ اسکا شیطان ہے -
مولانا + اے بسے ابلیس آدم روئے ہست + پس بہر دستے نشاید داد دست + بعضے لوگ
وحدت الوجود کے قایل ہی نہیں - بعضو نکا یہہ خیال ہے کہ علم نکات و رموز اسرار
اسکو حاصل ہے جسنے پایا عنقا ہو (ع) کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد - حالانکہ یہہ
عام حکم دیا گیا - اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ تحقیق وہ لوگ

بیعت کرتے ہیں تجھسے سوا اسکے نہیں کہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے ید اللہ فوق ۱۶
ایدیھم ہاتھ اللہ کا اوپر ہاتھوں انکے کے فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ
پس جسنے عہد توڑا پس سوا اسکے نہیں کہ عہد توڑا اوپر جان اپنے کے و من اوفی بما
عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما اور جن نے وفا کی ساتھ اس چیز کے کہ
عہد کیا ہے اوپر اسکے اللہ سے پس جلد دیگا اسکو ثواب بڑا ۔ باوجود اس آیۂ شریفہ
کے بعضونکا قول ہے کہ اگر شیخ راہ راست پر لیجا فبہا والا تدارک اسکا سوائے جہنم
کے اور کیا ہوگا ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ استحصال علم معرفت سے آجتک کوئی گمراہ نہوا اور
نہوگا ۔ اور نیز معرفت کا حاصل ہونا حسب حوصلہ مرید کے ہے ۔ البتہ یہہ امر دشوار ہے کہ
عارف ہے سالک اور سالک ہے مجذوب ہو اور اس سے تجاوز کرکے وصال حق کا حاصل
کرے ۔ اہل صوفیہ کا اصل اصول یہی ہے کہ اللہ کی وحدانیت بلا شرک ثابت ، کہ وہ
لا شریک کے قید سے بھی مطلق المطلق ہو جامی در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
ہمسایہ و ہمنشین و ہمراہ ہمہ اوست ** در انجمن فرق و نہانخانہ جمع ** واللہ ہمہ اوست
ثم باللہ ہمہ اوست ۔ اگرچہ فی زماننا ما بین اہل صفا یہہ نزاع واقع ہے کہ نسبت
دوسرے کے میرا پیر کامل اور عین عارف باللہ ۔ حقیقت میں معرفت کا حاصل ہونا
حسب منشاء ایزدی ہے ہر فرد بشر کی قسمت علحدہ ہے ۔ یہہ بھی کوشش تری بیکار ہے
اصل میں اسکی کشش درکار ہے ۔ لیکن اس نزاع سے وحدانیت الٰہی میں شرک
یا کوئی فتور واقع نہیں ہو سکتا جسکا نتیجہ جہنم تک پہونچائے ۔ اور نہ کسی اہل صوفیہ
نے وحدہ کا ثبوت پہونچایا نعوذ باللہ من ذالک ۔ اب یہاں ہم کہتے ہیں کہ مرید
کے لئے پیر کامل کے عوض اعتقاد کامل چاہئیے جسکا اعتقاد درست نہیں اگر وہ

ہزار پیر کامل پائے تو اسکے لئے ہر ایک سا نگار ہی رہیگا شکل میں حسن ست اگر اعتقاد من بجا
است ۔ اور جنہوں نے دنیا کی صفت دوم پر خیال کرکے پیر ہی نہ پایا اگر پایا بھی تو اُنکی پیدائش صرف
تعدادی یعنی دنیا کی بھرتی کی بھری اور وہ دین کے ہیں نہ دنیا کے حدیث مَنْ لَا شَیْخَ لَهُ
لَا دِیْنَ لَهُ وَمَنْ لَا دِیْنَ لَهُ لَا عِرْفَانَ لَهُ وَمَنْ لَا عِرْفَانَ لَهُ لَا حُبَّ لَهُ وَمَنْ
لَا حُبَّ لَهُ لَا اُنْسَ لَهُ وَمَنْ لَا اُنْسَ لَهُ لَا مَوْلَا لَهُ یعنی جسکو پیر نہیں دین نہیں اسکو
اور جسکو دین نہیں عرفان نہیں اُسکو اور جسکو عرفان نہیں عشق نہیں اُسکو اور جسکو عشق نہیں
محبت نہیں اُسکو اور جسکو محبت نہیں مولا یعنی اللہ تعالی نہیں اُسکو ۔ حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب چاہا حق سبحانہ تعالی نے کہ خلق میری معرفت اور اطاعت
سے عاجز ہے اور منظور تھا کہ اُنکو اپنی معرفت دیوے اور تعلیم احکام کرے تب پیدا کیا ایک شخص کو اُنکی
جنس سے اور پہنایا اُسکو خلعت اپنی صفت کا کہ باعث رحمت ہے اور فرمایا وَمَا اَرْسَلْنٰكَ
اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ نہیں بھیجے ہمنے تجھکو مگر رحم کرنیوالا عالموں کا ۔ اور گردانا اطاعت اُسکی
عین اطاعت اپنی اور اُسکی محبت کو عین محبت اپنی اور اُسکی ناخوشی کو عین ناخوشی اپنی اور
فرمایا مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا
یعنی جسنے حکم مانا رسول کا اُسنے حکم مانا اللہ کا اور جسنے منہ پھیرا اُس سے تو ہمنے تجھکو نہیں
بھیجا اُنپر نگہبان ۔ بیت ۔ رہنمای ہادی راہ ہدا + زانکہ ہستی در حقیقت رہنما + حدیث
مَنْ لَمْ یَعْرِفِ الْحَقِیْقَةَ وَالشَّرِیْعَةَ بِلَا اِمَامٍ فَقَدْ کَفَرَ یعنی جسنے جانا حقیقت اور شریعت
کو بغیر امام کے پس تحقیق وہ کافر ہوا ۔ یہہ وہ وجود ہے جو مقام احدیت میں نکل کر پردہ وحدت
اٹھاکے ذات کو صفات کا تماشا دکھلایا بیت تو لا کا پردہ کھول کر منہ دیکھ الا اللہ کا +
اس منہ میں منہ کیا خوب ہے احمد رسول اللہ کا + جسنے اس پیر کامل اور رہبر صادق سے

علیہ والہ وسلم کا پتا پایا گویا اللہ کا وصال حاصل کیا **مولف** محمد کاہی ملنا ہیں دشوار خدا کا وصل کچھ مشکل نہیں ہے ۔ خاص انہیں جود کی معرفت کیا ہے شہادت الوجود کا تعین ہوا جسکو واجب الوجود کہتے ہیں ۔ اسکے امکان ہے خدا کا وصل حاصل ہے اگرچہ یہہ وجود بظاہر ہمشکل انسان ہے لیکن تاوقتیکہ خو انسانی نہ پیدا کرے نقصان نہیں ہو سکتا البتہ نام کیلئے موضوع ہے اَلْاِنْسَانُ مُرَکَّبٌ مَعَ الْخَطَاءِ وَالنِّسْیَانِ یعنی انسان ملا ہوا ہے ساتھہ خطا اور فراموشی کے ۔ الا محمد یعنی اللہ کی زیادہ تر ملزم وخطا وار ہے بوجہہ کاروبار دنیا کے جو صفت دوم ملحوق ہے ؎ بہر جا ئیکہ باشی با خدا باش ۔ زخو بیگانہ باحق آشنا باش ۔ پیدایش انسان میں اللہ تعالیٰ نے چہار قسموں کے ساتھہ بیان فرماتا ہے وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کے درخت کی اور قسم ہے جہازوں والے پہاڑ کی اور قسم ہے اس شہر امانت والے کی یعنی مکہ معظمہ کی مقرر ہمنے پیدا کیا انسان کو بہت اچھی صورت اور ترکیب میں ؎ زہے پاکی کہ از خاکی زقدرت ۔ وجود آدمی را کرد صورت ۔ اس پیدایش کا بیان رسالہ توضیح النکات میں بیان کیا گیا ہے ۔ اور زمین و آسمان کو بھی وہی سات مدارج یعنی احدیت ۔ وحدت ۔ واحدیت ۔ ارواح مثال ۔ شہادت پر عیان کیا لیکن عارف الوجود کو انکے درمیان برزخ کبریٰ قرار دیکر کم و بیشی افعال کے لحاظ سے شاہین تراز و معدلت ٹہرایا ۔ زمین کو سات حصوں پر تقسیم کر کے بادشاہت کے لئے ہفت اقلیم ہے نامزد کیا ۔ اور آسمان کو بھی شمس ۔ قمر ۔ مشتری ۔ زہرہ ۔ زحل ۔ مریخ ۔ عطارد کی بادشاہت دیا ۔ لیکن خاص اپنی جلالیت کا اثر دکھلانے کیلئے آفتاب کو بیشی و کم و کاست تیزی حرارت کے ساتھہ روز روشن کیا ۔ اور ماہتاب کو جمالیت پر باعروج و تنزل سردی کے

ساتہہ موافقت کر کے بظاہر محاق یعنی گہٹاؤ کا سلسلہ قایم کر کے شب چراغ بنایا تاکہ قایم و حادث کی تمیز ہو - فی الحقیقت ماہتاب گہٹتا نہیں لیکن ایک پردہ ایسا حایل ہوتا ہے جو بالکل روشنی اور چمک کے مانع ہے - اس طرز تحریر کو عارف خود سمجھ سکتے ہیں سالک خدا کو محمد نہیں بولا جاتا نبی کو خدا کہنا کیونکر ہو سکیگا + یہہ بندے ہیں اسکے وہ خالق ہے انکا یہہ انکے ہیں اور وہ انہو کا یقین ہے - اگرچہ جلالیت و جمالیت صفت ذات ہیں لیکن جلالیت سے جمالیت کا ظہور ہے لہذا اسکو عبدیت لازم و ملزوم ٹہری چونکہ بظاہر عبد و رب میں فرق چاہیئے اور باطنی اسرار ربوبیت کا لحاظ ظاہر میں بجز مربوبیت کے نہیں رکہا جا سکتا

عرفی باصنم آمیختن ترک ادب دان و لے + شرط بود درمیان فاصلہ کم داشتن - جو شخص آپنے عبدیت کو قایم رکہکر ربوبیت کا لحاظ رکہے تو وہ مسلمان باایمان عارف ہے سعدی بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد - یہی صورت سلامتی کی پیدایش کیلیئے اللہ تعالے نے چہار قسمیں کہائی جب وہ علیحدہ ہوی تو اس فرقت کو گوارا نہ رکہکر نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ فرمایا یعنی نزدیک زیادہ ہو ہیں تمہارے رشتہ رگ سے - مگر حق تعالے نہ انسان کے جسم میں ہے نہ خیال و وہم و گمان میں اور اور نہ کسی شئے میں گہسا ہوا لَا یَسَعُنِیْ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی مت ڈہونڈو اللہ کو بیچ زمین کے اور نہ بیچ آسمان کے ولیکن ڈہونڈہو خدا کو دلونمیں مومنون کے اسلیئے کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی دل مومنین کا اللہ تعالے کے بیٹہنے کی جا ہے - اور وجودیہ جو حق کو تن میں مقید کرتے ہیں ذلالت کے کنوئیں میں جہانکتے ہیں حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْجِسْمِ فَھُوَ کَافِرٌ جسنے جانا رب کو اپنے بیچ جسم کے پس تحقیق وہ کافر ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالطَّبْعِ فَھُوَ زِنْدِیْقٌ جسنے جانا ربکو اپنے ساتہہ طبیعت کے

پس تحقیق وہ زندیق ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالنَّفْسِ فَهُوَ الْمُلْحِدُ جسنے جانا رب کو اپنے نفس یعنے اپنی ذات سے پس تحقیق وہ ملحد ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْعَقْلِ فَهُوَ حَكِيمٌ جسنے جانا رب کو اپنے ساتھ عقل کے پس تحقیق وہ حکمت والا ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالسِّرِّ فَهُوَ عَارِفٌ جسنے جانا رب کو اپنے ساتھ بھید کے پس تحقیق وہ عارف ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ بِرَبِّهِ فَهُوَ وَاصِلٌ جسنے جانا رب کو اپنے اپنے رب سے پس تحقیق وہ واصل ہے اللہ کا بھید عارف الوجود ہے اور انسان کا خطاب اسی پر نازل ہوا اور یہی قلب المؤمنین ہے **مولانا** کعبۂ مردان نہ از آب و گل است ۔ طالب دل شو کہ بیت اللہ دل است ۔ ابلہان تعظیم مسجد میکنند ۔ در جفائے اہل دل جد میکنند ۔ آن مجاز است این حقیقت اے خران ۔ نیست مسجد جز درون سروران ۔ ہر کہ او نیکی کند در حق ناس ۔ بہترین مردان او را شناخت ۔ تسخیر دل خلق اللہ ستر برس کی عبادت سے افضل تر ہے دل وہ نہیں جو واجب الوجود میں مضغہ کی شکل پر ہے بلکہ دل وہی ہے جو ہر عالمین نفس کے ساتھ شامل رہکر نیکی بدی کی ہدایت دیتا ہے اس بھید کو عارفان ذی یقین خود سمجھتے ہیں **عطار** مسجد تو مقام تسلیم است ۔ قبلہ گاہ تو طاق ابروے یار ۔ حج چہ باشد خود سفر کردن ۔ کجا جانب ہدایت کار **قولہ** مگر خدا موجود و برحق است و در ذات دیگر نیست الا ذات آدم کہ بزرگتر است **ترجمہ** مگر خدا موجود و برحق ہے اور ذاتین دوسرے کے نہیں ہے سوا ذات آدم کے کہ وسطے کہ بزرگ زیادہ ہے **تشریح** مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ کی ذات کو کسی کے ساتھ شراکت نہیں مگر قیام گاہ اُسکی ذات آدم ہے جسکو عرش اللہ کہتے ہیں چنانچہ زمین و آسمان وغیرہ کی برات اور انسان کا رجوع ہونا اس دلیل سے ثابت ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ

[illegible]

وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی روبرو کیا ہم نے امانت کو روبرو آسمانوں کے
اور زمین کے اور پہاڑوں کے پس انکار کیا سب نے یہہ کہ اٹھاتے اُسکو اور ڈر گئے اُس سے اور
اُٹھا لیا اُسکو انسان نے حافظ آسمان بار امانت نتوانست کشید + قرعۂ فال بنام من
دیوانہ زدند۔ ذات آدم میں ذات حق کا ثبوت ایسا نہیں جو اتحاد کی قید ہو۔ اتحاد
تین قسم پر ہے اول اتحاد ہمجنس جیسے آب و گل کی موافقت دوم اتحاد حلول سریانی جیسا
بو پھول میں سوم اتحاد حلول طرفانی جیسے پانی کوزہ میں۔ ذات بیچون و بیچگون ان تینوں اتحاد
حلول سے پاک اور پاک ہے۔ قید چہار قسم پر ہے اول قید خاص کالاحیا جو زندگی کے
ساتھ ہے یعنی اللہ تعالی کی حیات بندہ کی حیات سے مشابہ نہیں دوسرا قید عام جو سمع بصیر وغیرہ
کے متعلق ہے اللہ تعالی کا دیکھنا اور سننا بندے کے دیکھنے سننے سے موافقت نہیں رکھتا
تیسرا قید اطلاق یعنی نسبت ماوراء الوری کہ سوائے مخلوقات کے جو شئی ہے اُسکو اللہ
جاننا چوتھا قید تقیید یعنی صفات کے ساتھ قید کرنا۔ ان قیود سے ذات حق سبحانہ تعالی
بری ہے بیت سوج خاکی فہم و وہم و فکر ماست + سوج الہی صحو و سکر ست و فنا ست
اللہ کی وحدانیت کا علم اللہ ہی جانتا ہے بعضے کہتے ہیں کہ حق تعالی اس جسم خاکی میں ہے
بعضے کہتے ہیں کہ جس وجود واحد میں قبول عوارض کی قوت ہو وہی خدا ہے اگر دوسرا وجود
اُسکی علت ہو تو اُسی علت العلل کا نام اللہ ہے یعنی جو وجود ناقابل عدم ہے اُس میں دو
قوتیں فعل الفعال کے جسکو قبول عوارض کہتے ہیں موجود ہیں یہہ مسئلہ وجودیہ کا ہے
جسکو وجودیہ مرت کہتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ وجود معلول وجود علت کے ساتھ لازم و
ملزوم ہے کیونکہ علت ابدی و ازلی ہے تو بلاشبہ معلول بھی ابدی و ازلی ہوا اسیطرح مخلوقات
بھی جو علت ازلی و ابدی کی معلول ہے ازلی و ابدی ہے یہہ مسئلہ شہودیہ کا ہے جسکو ظاہر

پرست کہتے ہیں اسلیے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی
اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ کُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ یعنی وہ لوگ ہیں کہ جھگڑتے ہیں بیچ توحید اللہ
کے بغیر جاننے کے اور پیروی کرتے ہیں شیطان سرکش کی۔ نعوذ باللہ منہا۔ ذات حق سبحانہ
تعالی ان تمام قیود سے بری اور پاک ہے۔ چونکہ صاف فرمادیا کہ میں انسانکے دلمیں ہوں **ابیات**
طالبان در جستجوے او بدند + عالمان در گفتگوے او بدند + عارفان این معرفت دریافتند + سالکان
مرکب درین رہ تاختند + زاہدان ایک شمہ از وے یافتند + سالہا با سوختند در ساختند +
عاشقان دیدند روے او عیان + دستہا شستند بر ساعت ز جان + اور وہ انسانکو جو بھید اللہ کا
اسکے بھید ونسے اشرف المخلوقات کے خطاب سے سرفراز کر لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ کی خلعت
پہنایا یعنی تحقیق کہ بزرگ کیے ہمنے اولاد آدم کو **مولف** چاہا جو بنانیکو ایک انسانکی صورت
وہ صانع بیچون + خود بنگیا انسان جو انسانکو بنایا + نقشے میں جاکر + **قولہ** رسول فرستادہ
خدا است۔ **ترجمہ** رسول بھیجا ہوا خدا کا ہے **تشریح** اسی نبی برحق صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کے ظہور کیلئے اولاد آدم کو بزرگی بخشا اور وہ کیسا نبی جو فرمایا لَا یُفَرِّقُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ
اَحَدٌ نہیں فرق کرتا ہے کوئی درمیان میرے اور تمہارے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کی صورت حقیقی سے اولاد آدم کو پوری پوری مشابہت ہے۔ انشاء اللہ اسکا
بیان آگے آسکتا **عطار** با تو گویم سر اسرار نہان + اے برادر نقش را نقاش دان + اے برادر
غیر حق خود نسبت کس + اہل معنی را ہمی ایک حرف بس + اور یہہ وہی شباہت ہے جو وحدت
سے کثرت میں آئی **مولف** ثناخوان ہوں فنا اس شاہد عالم کا مین اسدم + جمال
پاک پر جسکے خدا مفتون و شیدا ہے + یہاں سے حضرت قدس سرہ نے سوال وجواب کی طرز پر
بیان فرمایا ہے **سوال** کلمۂ طیب واحد است چون مومن بگوید لا الہ الا اللہ جانش میبرد۔

و محمد رسول اللہ متعلق تن باشد لیکن کلمہ تمام ہمراہ جان است یا ہمراہ تن **ترجمہ** کلمہ طیب واحدے ۲۳
یعنی بلاشریک احدی حق تعالیٰ کی وحدانیت ثابت کرتا ہے - جب مومن نے لا الہ الا اللہ
کہا اسکے ساتھ اسکی جان نکلتی ہے اور محمد رسول اللہ متعلق تن کے ہے لیکن تمام کلمہ ہمراہ جان کے
ہے یا ہمراہ تن کے **جواب** کلا نفی است - اللہ اسم ذات - و جان موصوف - پس اسم موافق
تن موصوف است - بدانکہ لا الہ الا اللہ اسم ذات و جان مومن ہم ذات خدا است - پس صفت از
موصوف جدا نمیشود - و ذات محمد رسول اللہ ذات خدا است لیکن تعین محمدی بظاہر از
گل آراستہ و نام وجود خاکی دارد **ترجمہ** لا نفی ہے اللہ اسم ذات اور جان موصوف
پس اسم بھی موافق تن کے موصوف ہے واضح ہو کہ لا الہ الا اللہ اسم ذات ہے، اور ذات مومن
بھی ذات خدا کی ہے - پس صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی - اور ذات محمد رسول اللہ
کی ذات خدا ہے لیکن ظاہر میں تعین محمد کا خاک سے ہے - اسلئے نام وجود خاکی رکھتا ہے
تشریح کلمہ طیب سے حق تعالیٰ کی وحدانیت یعنی وحدہٗ لاشریک کی سند ہے - اور سورت
قل ہو اللہ احد سے اقارب اور لواحقین کی برأت کا ثبوت ہے لیکن یہاں حضرت شاہ شرف قدس سرہٗ
نے صرف کلمہ کی صفت بیان کی ہے **س** بیا بشنو از من حدیثے درست + ز وحدت کہ
گوئی بمعنی صفت - مثلاً آفتاب ذات اور نور صفت آفتاب - روشنی یعنی ظہور نور
یہ صفت الصفت ہے - جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو صفت الصفت اسکی صفت کے ساتھ
ملکر ذات میں گم ہو جاتی ہے اور ہرگز علیحدہ نہیں ہو سکتی اگر علیحدہ ہوتی تو بعد غروب آفتاب
کی روشنی اپنی حالت پر قایم رہتی مثلاً نمک - اصل ذات اسکی پانی ہے - اس پانی
کی صفت مزا یا رنگ وغیرہ اور صفت الصفت جسم نمک ہے جب وہ اپنی ظاہری حالت
سے تجاوز کر جائیگی تو مزہ اور وجود نمک ہر دو ذات میں فنا ہو جائنگے چونکہ اسکے درمیان

انکا کوئی تعین نہیں ہو سکتا جو اپنے جسم سے تجاوز کر کے دوسری عمارات تبدلات کے علاوہ
وجود اسمیں ثابت ہو۔ یہہ حالت وصل کی ہے - وصل اور قربیت مین بہت فرق ہے
وصل اسکو کہتے ہین کہ فرق دوئی سے تجاوز کر جائے جیسے نمک اور پانی - بظاہر فرق مابین
کی علیحدگی ہے جب ایک سے دوسرے کا وصل ہو تو صورت تعین غیر تعین یعنی فنا ہو جاتی ہے
کہ قید دوئی اٹھہ جاتی ہے اور قربیت مین باقی رہتی ہے کیونکہ روحکو جب تک جسم سے
تعلق رہے وصل نہین ہو سکتا وصل کیلئے جسم غیر ضرور ہے یعنی جب روح جسم سے جدا
ہوئی تو اودہر جسم فنا ہو کر اپنی ذات سے واصل ہوتا ہے اور ادہر روح - یعنی ہر دو قید
وجود سے مطلق ہو کر مرتبۂ فنا مین شامل ہو جاتے ہین - اور جب روحکا جسم سے تعلق باقی
رہے تو روح ذات مین فنا نہین ہو سکتی کیونکہ جسم کی قایمی صفت کو ذات سے علیحدہ
رکہتی ہے اور درمیان ان دونون کے صرف ایک تعین کا فرق ہے جسکو صوفیۂ کرام اپنی
خاص اصطلاح مین ایکقدم کا فاصلہ کہتے ہین اور یہہ تفاوت عبد و رب کے لئے ہے
اس نزدیکی کا نام قرب و قربیت ہے ۵ قرب او را وصال ہمگویند + وصل او را
محال ہمگویند - علی ہذالقیاس انسان صفت ذات کا اور تن صفت الصفت جب جان
تن سے انتقال کرے تو ہر دو اپنی ذات مین وصل ہو کر عین ذات ہو جاتے ہین لیکن
ظہور کے لئے تعین ضرور ہے - اور یہہ تعین جسم خاکی سے تعلق رکہتا ہے درحقیقت صفت
ذات نور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اپنا ظہور دکہلانیکے لئے وجود خاکی مین
رونما ہوا - اس تعین سے یہہ مراد نہین کہ وجود پاک آپکا مثل اجسام جمیع انسانکے بشریہ ہے
بلکہ وجود پاک آپکا جملہ اجسام کی جان ہے - یہی ذات پاک درجۂ اول مین احد کے
نام سے نامزد یعنی درجۂ ثانی مین اپنے جملہ صفات کی تمیز پاکر درجۂ ثبوت کے لئے

حقیقت صفا کو ہمراہ الا کر نام سے احمد کے قرار پائی عطار قل ہو اللہ وقف احمد دان +
درمیان الست ولیک میم ہر آر + یعنی اپنی اصلی صورت کو میم کے گھونگٹ میں پوشیدہ کر کے ظاہر
ہوئی عطار عاشقان دیدند و ہو عیان + دستہا شستند ہر ساختہ جان + در ہمہ عالم
محمد آمدہ + اسم او محمود و احمد آمدہ + میم را بردار احمد شد احد + فہم کن معنی اللہ
الصمد + ہست این اسرار از جای دگر + سر این را کے شناسد کور و کر + گنج پنہاں نام دریں
جسم آمدہ + سر اعیانم دریں اسم آمدہ + اور وہ صفات لباس خاکی سے عنصری ہو کے عالم
اجسام میں ظہور پائی تو نام محمد کا سرزد ہوا عطار من بر آ جملہ عالم آدم + لاجرم
در رہ آدم آدم + پھر اُسی صورت آدم سے اپنی جملہ حقیقت دریافت کر کے لباس
تعین سے عالم ہستی میں علحدہ طور پر صورت نما ہوئی تو محمود کے لقب سے پکاری گئی مولف
میم کا شملہ یہ کمر پر جکا باندہے آئے ہیں + صورتیں بدلا کے تو کیا سیرت کی ہی مات
حدیث قدسی خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحا خمیر کیا میں نے مٹی کو آدم
کی ساتھ ہاتھ میرے کے چالیس دن - یہہ مٹی اسی ہاتھ سے خمیر کی گئی جسکی نظیر کے لئے
ید اللہ فوق ایدیہم کی نص شفیق ہے - یعنی ہاتھ اللہ کا اوپر ہاتھوں انکے - اور فرمایا
ان اللہ خلق آدم علی صورتہ تحقیق اللہ پیدا کیا آدم کو اوپر صورت اپنے مولف
خود کھینچ گیا صانع نے جو کھینچا تری تصویر + دو تو نہیں نہیں فرق کوئی زیر و زبر کا قطعہ
احد کے نام سے الا کا نہیں + ہے احد اسم بیشک عین جہان میں + محمد کا لقب تبھی ہوا
مگر محمود کہتے ہیں جہاں میں + سوال موت چیست - موت کیا ہی جواب موت جسریست
کہ بوطن خود راہ مینماید - موت ایک پل ہے جو اپنے وطن کی راہ بتلاتی ہے حدیث الموت
جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت پل ہے ملانے دوست کو طرف دوست کے

تشریح ۔ موت قبل موت بہت سی ہیں ۔ موت تین قسم ہے اول اختیاری دوم
اضطراری سوم فتوری ۔ اختیاری وہ ہے کہ عارف گذر کر یاد کو فراموشی میں گم کر کے
ذات میں محو و مخمور رہے یعنی مرتبہ فناء الفنا حاصل کرے اسکو موت کبریٰ کہتے ہیں اور یہ
درجہ فنا فی اللہ و بقا باللہ کا ہے **ف** فانی ز خود و بدوست باقی ۔ این طرفہ کہ نیستند و ہستند
چنانچہ اس موت کے نسبت مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی دلیل ثابت ہے **فرد** فنا کر کے ذات
حق میں خود کو ۔ خدا کو ہی اپنے پہ شہید کریں ہم **اضطراری** وہ ہے کہ ممکن کو قید واجب سے
آزاد کرے اور ممتنع کی رفتار پر خیال رہے لیکن اس کثرت کیلئے خواب و بیداری دونوں
ایک ہونے کی ضرورت ہے، اسکو موت صغریٰ کہتے ہیں یہ درجہ سالک کا ہے اور درجہ مافوق
الذکر میں مجذوبیت پیدا ہے ۔ **حدیث** اَلْمُوْمِنُ حَیٌّ فِی الدَّارَیْن یعنی مومن زندہ ہے
بیچ دونوں جہاں کے ۔ یہ مقام قربیت کا ہے اور وہ وصل کا تھا **ع** ہرگز نمیرد آنکہ دلش
زندہ شد بعشق ۔ **فتوری** وہ ہے کہ دنیا میں جو ایک حیات کے ساتھ قرار دیگئی ہے مثلاً
کوئی جسمی بیماری یا اور کوئی صدمہ جس سے جسم کو نقصان پہونچے ۔ اور یہ موت بغیر کوئی سبب کے
ظاہر نہیں ہوسکتی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت تمام جاندار ذائقہ موت کا چکھینگے ۔ یہ موت ادنیٰ
ہے **بیت** بذوق و شوق عمر خویش بردن ۔ ز دار تا بدار سے نقل کردن ۔ علاوہ اسکے
دنیا میں موت کے ساتھ نفع و نقصان رکھے گئے ہیں **حدیث** مَوْتُ الْعُلَمَاءِ ثُلْمَۃٌ فِی
الدَّارَیْنِ وَمَوْتُ الْاَغْنِیَاءِ حَسْرَۃٌ وَمَوْتُ الْفُقَرَاءِ رَاحَۃٌ وَمَوْتُ الْاُمَرَاءِ
فِتْنَۃٌ یعنی مرنا عالم کا رخنہ ڈالتا ہے دنیا میں اور مرنا تونگر کا حسرت ہے اور مرنا فقیر کا
راحت ہے اور مرنا امیر کا فتنہ یعنی آفت ہے ۔ فقیر کا مرنا اسلیئے راحت ہے کہ وہ اپنے دوست
حقیقی کی تمنا وصال میں عمر عزیز بسر کرتا ہے اور یہ آرزو سوزش فراق کا مزا ابتلا کر

نتیجہ کا یہہ ہے مستغنی کرتی ہے۔ اور یہہ فرقت دوست امور دنیا کیطرف سے ہرگز نہ التفات بہ شعور
کسری۔ کثرت جذبہ فراق وصال یار کا سبب ذریعہ ہی لہذا مرتبہ فراق بمقابلہ وصال کے زیادہ
تر ہے حدیث اَلفِرَاقُ اَفضَلُ مِنَ الوَصلِ فراق افضل ہے وصل سے ۵ رہ نہایت جدا
سوئے یار + جذبہ عشق و فراق دوستدار - عاشقی شیوہ فقیر کا ہی - یہہ فقیری وہ نہیں جو
پیٹ بہرنیکا ذریعہ یا نام آوری کا سبب ہوے یعنی امیر الفقرا کہلاے شمس تبریز ۵ گر
ہر درچہ داند این سخن را + مگر آنکسکہ بازد جان وتن را + درین وادی بسے گمراہ
گشتند + یقین را توشہ با خود نہ بستند حدیث اَلفَقرُ کَنَفسٍ وَاحِدٍ یعنی فقیر نفس
واحد ہے - ہان یہہ فقیری وہ ہے کہ جسکے فقر کی شان میں اَلفَقرُ فَخرِی آیا یعنی فقیری
بزرگی میری ہے بیت طریق فقر را راہ است مشکل + یقین باید درین رہ توشہ دل
خواجہ عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ فقیری چیست - خاکے بیختن و آبکے
بر وے ریختن نہ کف پا را از وے دردے و نہ بر پشت پائے از و گردے - یہہ فقیر دنیا میں ذلیل
اور خوار رسوائی کے ساتہہ مشہور ہیں حدیث اَلفَقرُ سَوَادُ الوَجہِ فِی الدَّارَین
یعنی صورت فقیر کی دونوں جہان میں کالی ہے - کیونکہ فقیر دشت نور سیاہ کا رکہوالا ہے
انہیں فقرا پر دنیادار کو محبت و التفات رکہنا باعث عزت و رحمت ہے حدیث
حُبُّ الفُقَرَاءِ مِن اَخلَاقِ الاَنبِیَاءِ وَبُغضُ الفُقَرَاءِ مِن اَخلَاقِ الفِرعَون
یعنی دوستی فقیرونکی خصلت نبیونکی ہے اور عداوت فقیرونسے رویہ فرعونکا
ہے - فقیر کا مرتبہ سوائے اللہ اور اسکے رسول کے کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے ۵ ہر مرتبہ
از وجود حکمے دارد + گر حفظ مراتب نکنی زندیقی + حدیث مَن اَکرَمَ فَقِیرًا فَقَد
اَکرَمَ مُستَبِینَ نَبِیًّا یعنی جو کوئی بزرگی رکہا فقیر کی پس تحقیق وہ بزرگی کیا

ستر پیغمبروں کی - اور اس فقیری کی بزرگی کا مرتبہ الیسا اَلْفَقْرُ لَمَّا حَقَّهُ مِنْ كَرَامَةِ ۲۹
اللهِ یعنی فقیری کرامت ہے اللہ کی کرامت ہے بیت میان کفر و ایمان راہ فقر است +
ور ان راہ ہے بسے از خوف کفر است حدیث لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ
حُبُّ الْفُقَرَاءِ یعنی تمام شئے کو کونجی ہے اور کونجی جنت کی محبت فقیروں کی - اور وہ
اثر محبت سوا عشق کے ظاہر نہیں ہو سکتا بیت عشق کو بے بال و پر طیران کند +
عشق کو در لامکان جولان کند + حدیث قدسی اَلْعِشْقُ فَرِيْضَةٌ عَلٰى مَا خَلَقَ اللهُ
یعنی عشق فرض ہے اوپر تمام خلق اللہ کے - اکثر عشق مجازی سے حقیقی حاصل ہوتا لیکن
تا وقتیکہ دل جوش میں اگر روح کو حرکت نہ دے محبت پیدا نہیں ہو سکتی - چنانچہ بظاہر
خوبصورتی پر جو دل راغب ہوتا ہے وہ یہی سبب ہے کہ خداوند کریم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے نور پاک کو مجمع حسن و صفات پیدا کیا جب وہ حسن قدیم باہر آیا تو کشش حسن نے
جذبہ عشق کے ساتھ اللہ کو بیقرار کر کے اپنا عاشق بنایا مولف خدا کو بھی نچھوڑی
چاہت انکی + نہ ہے عاشق نہ ہے وہ نازنین ہے + اور اس حسن کو پردہ عصمت میں
پوشیدہ کر کے ہر ایک صورت میں حسب حیثیت اسکے ظاہر کیا ہے جب حسن ازل
پردہ امکا نمیں آیا + ہر رنگ بہر رنگ ہر ایک شانمیں آیا - چونکہ خداوند کریم کا
مقام دل ہے جب کسیکی خوبصورتی پر نظر پڑتی ہے تو وہی کشش حسن دلکو اپنے طرف
راغب کر لیتی ہے - یہہ صورت حسن قدیم کو صوفیہ کرام اپنی اصطلاح میں بت کہتے
ہیں ابیات اگر کافر زبت آگاہ گشتے + کجا در دین خود گمراہ گشتے + مسلم گر
بدانستے کہ بت چیست + بدانستے کہ دین در بت پرستیست + سے بتو نسے کافر ان
آگاہ ہوتے + نہ ہرگز وہ کبھی گمراہ ہوتے + حقیقت جانتے بت کی کہ کیا ہے +

محبت [illegible] پرستی [illegible] جب [illegible] عشق [illegible] کا اثر [illegible]

[illegible] دیدار [illegible] معشوق کی موجودگی [illegible] عشق حقیقی کا اثر [illegible]

اثر دل پر پورا پورا پہنچا تو نگاہ عاشق کی خوبصورتی پر قائم ہو کر صورت [illegible] سے

سیرت کی طرف تجاوز کر جاتی ہے ؎ عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن + دل

بدست دگرے دادن و حیران بودن + عشق کے لئے تین شئے ضرور ہیں اول

نفی عقل دوم نفی شکر و شرح سوم نفی قالب - انہیں کا اصل اصول عشق ہے بیت

ہیچ میدانی کہ اصل عشق چیست + عشق را از حسن جانان زندگیست + عشق مثال

ایک درخت کے ہے ازلمیں جب عروج پر آیا تو پردۂ غیب سے جملہ کائنات کا نقشہ

ظاہر کرکے اپنا شعبہ دکھلایا - اس درخت کے محافظ اور ترو تازگی بخشنے والے

پانچ شئے ہیں اول شریعت دوم حقیقت سوم طریقت چہارم معرفت پنجم وحدت

صفت انکی یہ ہے کہ - شنوائی یعنی تعمیل حکم - طالب ہونا - حاضر رہنا - آنکھو محو کرنا

فنا ہونا - اور ان صفات کے پانچ شاخ ہیں عقل یعنی جدائی دل یعنی شنوائی

روح یعنی بینائی علم یعنی دانائی جان و تن یعنی توانائی - تب شاخ پانچ برگ و

گل و ثمر سے مزین ہے - برگ وہ ہیں کہ حرص - کینہ - غضب - حسد - کبر - گل وہ

ہیں کہ طاعت - زہد - یقین - قناعت - قربت - ثمر وہ ہیں کہ خواہش - محبت

رحمت - ہمت - اضطراب بوجہ فرقت - انہیں اسباب مافوق الذکر کا اسم مجمل

عشق ہے ؎ متاب از عشق رو گرچہ مجازیست + کہ آن بہر حقیقت کارسازیست

جب تک عشق اپنے مقام پر قائم رہے تو شاخ و برگ و ثمر وغیرہ کی سرسبزی ہے

اور جب اپنی جگہ سے تجاوز کر جاتا ہے تو آتش الفت تیز ہو کر اسباب مافوق الذکر کو

ملاتی ہے - اور فراق جو قفل عشق کی کونجی ہے تا وقتیکہ اپنا جذبہ پورا نہ دکھلائے ہرگز نفع
حاصل نہیں ہوسکتا **بیت** کشتگان عشق را جانے دگر + ہر زمان از غیب احسانے دگر
حدیث الھَادِیْ ھُوَاللهُ وَالفقرُ ذَاتَ اللهِ یعنی ہدایت کا ہادی اللہ ہی اور فقیر
ذات اللہ کی ہے **فرد** عجب یہہ مذہب ہے مذہب عشق اگرچہ برحق ہیں چار مذہب + یہی چار
مصحف میں ایک آیت کو بھی نہ اسکی گیا بتا کر + نیز عبادت بہی انکے مدارج پر موقوف
رکھی گئی اور وہ پانچ قسم پر ہے - قالبی قلبی روحی سری خفی - **قالبی** قیام - قلبی
رکوع - روحی قعود - سری سجود - خفی منتہی یعنی ذات سے واحد ہونا **دوم** عبادت
قالبی تمجید - قلبی تہلیل - روحی تشہید - سری تحمید - خفی تقدیس - **سوم** عبادت
قالبی بندگی - قلبی مراقبہ - روحی مشاہدہ - سری معاینہ - خفی محو مطلق **سو** نماز ے
میگزارم درخرابات + رکوعے نے سجودے نے قیامے + **حدیث** اَفضَلُ الذِّکرِ خَفِیٌّ -
یعنی افضل ذکر خفی ہے - قیام و قعود رکوع و سجود ظاہری کی نسبت حکم ہے کہ فَاعْبُدْ
رَبَّکَ حَتّٰی یَاتِیَکَ الْیَقِیْنُ یعنی عبادت کرو رب تمہارے کی یہانتک کہ یقین ہوجائے
یقین تین قسم پر ہے **اول** حق الیقین یعنی حق میں فنا ہونے کے بعد یقین ہونا **دوم**
عین الیقین آنکھہ سے دیکھکر یقین کرنا **سوم** علم الیقین یعنی علم سے یقین کرنا **مجذوب**
حق الیقین پر ہیں **سالک** عین الیقین پر **عارف** علم الیقین پر - نماز اور یقین کی
تصریح رسالہ توضیح النکات میں مندرج ہے **حدیث** مَنْ عَرَفَ اللهَ تَعَالٰی کَلَّ
لِسَانُہٗ جسنے جانا اللہ تعالی کو زبان اسکی گونگی ہوجائیگی **مجذوب** فقط ذات بیچون
بیچگوں میں اپنی ہستی سے گذرکے محو در محو ہیں **قطعہ** عاشق خود خود است خود معشوق
خود طبیب خود است خود بیمار + ناظر خود خود است خود منظور + خود تماشا و خود تماشا

کا ۔ **حدیث** مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ الْوُصُوْلِ فَقَدْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ یعنی جسنے
ارادہ کیا عبادت کا بعد وصال کے پس تحقیق وہ شرک کیا ساتھہ اللہ کے ۔ جب عبادت
معبود کی اللہ کا دیدار اور محویت ٹہرے تو وہ حاضر کو غائب جانکر رکوع و سجود مین مشغول
ہو تو بلاشبہہ و شک اُسپر شرک کا اطلاق ہوگا ۔ **حدیث** اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ یعنی
جسوقت تمام ہووے فقیر پس وہ ہوا اللہ ۔ جب فقیر اپنی ہستی کو مٹایا تو فنا فی اللہ کے
مرتبہ کو پہونچا **ابیات** محبت گر شود ظاہر ببیرت ✠ دران صورت فنا بودن ضرورت
رہ نزدیک از دور دور تائی ✠ اگر یکتا شوی مرد خدائی ✠ **سوال** ذات خدا تعالےٰ
کجاست ۔ ذات خدا تعالیٰ کی کہان ہے **جواب** در ذات آدم ۔ وقتیکہ خدا تعالیٰ
در گنج مخفی بود احد بود چون خواست کہ خود را عیان کند و تماشائے جہان بیند بر اسم
احد میم نصب کردہ بصورت احمد ذات و صفات پیدا گردانید **ترجمہ** اللہ ذات مین آدم
کے ہی ۔ جسوقت حق تعالیٰ گنج مخفی مین تہا احد تہا جب چاہا کہ خود کو ظاہر کرے اور
تماشا جہان کا دیکہے تو اسم احد پر میم نصب کر کے صورت مین احمد کے ذات و صفات
کو ظاہر کیا **مولف** خود ہی وحدت سے نکل آئینہ کثرت لگا بنا ✠ شکل احمد کی لیا صورت دکہانے
کے لئے **تشریح** اس سے صاف واضح ہے کہ مرتبہ احد ذات اور احمد صفت ہے جبتک صفت مرتبہ
احد مین ہی تو لباس عدم مین شکل بے اعضا ہی موجود تہی جب ظہور ہوا تو ایک حلقہ اعضا
کی شکل سے احد کے درمیان عیان ہوئی **مولف** احد اور احمد مین فرق ہی کیا ذرا تو اسکو
سمجہہ کے دیکہو ✠ جو درمیان میم کا ہی نکتہ ذرا تو اسکو سمجہہ کے دیکہو ۔ یہہ ایک قاعدہ
تمثیلی بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی شئی پوشیدہ ہو تو دوسری شئی کا اُسکے اطراف
و جوانب احاطہ ضرور ہے اور اُس احاطہ کو حد بندی کہتے ہین جبتک شئی حد مین رہے مجملاً

۳۳ اسی مجمع کا نشان فرضی طور پر مثال ایک نقطے کے معلوم ہوگا جب وہ باہر آئے
تو اسی حد کے درمیان اپنی اصل نقطے کی شکل نمائیگا۔ تو احد کا حد یہی اپنی صفت پر بسیط
وبسیط تھا جب اسکو باہر کیا تو وہی میم کی شکل سے احد کے درمیان ظاہر ہو کر احمد کا لقب
پائی **مولف** معنی میں عین رب ہے وہ صورت تعین عرب ہے + یہ فرق غیریت کی نظر کا
حجاب ہے + اور الف احد کو اپنی ذات پر گوارا رکھ کے احاطہ حد میں صفات کو حقیقی کیا
چونکہ الف کی صورت سے تکبر و غروری پیدا ہے۔ سوا ذات کے نشانیاں صفت نہیں سمجھا۔
سعدی کے مرا او را سد کبریا و منی + کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی + جب شکل احمد
ظاہر ہوئی تو صورت صفات اسی دائرۂ میم میں اپنے ہستی کے علم سے احد کو آگاہ کر کے حجاب
تفصیل سے رونما ہوئی تو سمجھا اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ یعنی علم ایک نکتہ ہے۔ اور وہ نکتہ مجمع العلوم
حقیقی اپنی معنی ظاہر کرنیکے لئے احد کے درمیان تعین پا کر دوسری حالت سے اپنا اثر دکھلایا
مولف کہلا جو عقدہ وہ لا الہ کا ہوا احد کے کمر میں بستہ + یہی تھا سر خفی کا نکتہ بشکل
میم اسمیں پیچ کہا کر۔ گرہ سے میں اَنَا اَحْمَدُ بِلَا مِیْم وَاَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْن کے
معنے ظاہر کیا یعنی احمد ہوں میں بغیر میم کے اور عرب ہوں میں بغیر عین کے۔ **ناسخ**
معانی قل ہو اللہ احد کی ہی کھلایا ناسخ + جرأت قافیہ رکہا ہے میں نے میم احمد کا + جب
جملہ صفات کا نقشہ شکل میم سے احد کے درمیان واقع ہو کر اسم احمد سے ظاہر ہوا تب علم ازل
نے اپنا بار امانت اٹھانے اور تفویض کرنیکے لئے جستجو کیا تو سوا احمد کے اور کسیکو
نہ پایا۔ **قولہ تعالی** اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ
فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی روبرو کیا ہمنے
امانت کو اوپر آسمانوں اور زمین کے اور پہاڑوں کے پس انکار کیا سبھنے یہ کہ نہ اٹھا سکینگے

اُسکو اور ڈرگئے اُس سے اور اٹھالیا اُسکو انسان نے - چونکہ بار جمیع صفات کو پہلے ہی سے اپنے
پر گوارا کرکے متحمل ہوگیا تہا پہر الف احمد کو میم کی صورت پر ایک دائرہ محیط و ضبط کیا
اور بار امانت اُسمین مستور و پوشیدہ کرکے تفویض سر حمد کیا تا کہ محمد کے نام سے اسکا ظہور
ہو جامی محمد کش قلم چون نامور ساخت + ز میمش حلقۂ طوق و کمر ساخت - واللہ اعلم بالصواب
قطعہ محمد سر قدرت ہے کوئی رمز اسکا کیا جانے + شریعت مین تو بندہ ہے حقیقت مین خدا جانے
محمد نے خدائی کی خدا نے مصطفائی کی + کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے + حقیقت
کو محمد کی کوئی کیا کرسکے ظاہر + محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفا جانے + اور وہ ذات مجسم
بغیر سایہ کے دنیا مین ظہور پائی چونکہ ذات مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرتو ذات
حق سبحانہ تعالی ہے - جب پرتو ذات آپکی ذات پاک بشری تو پرتو کا پرتو عکس نہین
برای تسکین خاطر صورت پیراہن یوسف + محمد کو جو بہیجا ہے سایہ رکہ لیا قدرت
قولہ از احد و احمد جلال و جمال ظاہر گشتند - از جلال وجود جن و از جمال وجود فرشتہ
پیدا کرد - باز دم کن بر آورد جمال جہان پیدا گشت عکس آن تا روز قیامت خواہد ماند -
ترجمہ احد اور احمد سے جلال و جمال پیدا ہوئے - جلال سے وجود جن اور جمال سے وجود فرشتہ
کا پیدا کیا پہر کن کہا - جمال جہان پیدا ہوا - عکس اسکا روز قیامت تک رہیگا - چون
کسے در کن نعرہ زند آواز می خیزد و ساعتے می ماند ہمچنان عکس کن برقرار خواہد ماند - ہمین طریق
کار دنیا پیدا و ناپیدا بر آورد کن خواہد ماند - ترجمہ جب کوئی کن مین آواز کرے آواز
نکلتی ہے اور ایک ساعت قایم رہتی ہے یون ہی عکس کن برقرار رہیگا - بایں طریق
کام دنیا کے ظاہر و پوشیدہ اوپر آواز کن کے قایم رہینگے - تشریح آواز کن
تعین سوم یعنی واحدیت سے ظاہر ہوا جسکو اہل تصوف حقیقت الحقایق اور حقیقت

اول تجرد یعنی انسانی کہتے ہیں اور اس آواز کی شنوائی کے لئے سات چیز ضرور ہیں اول تجرد

دوم خواہش سوم فکر مولف اندیشہ زود پا یعنی عالم کو فکر کے ہو ہونکہ وہ

فنا مستغنی شادی نہ غم رہے ـ چہارم زبان بندی پنجم چشم بندی ششم گوش بندی

ہفتم مجمع کو حضوری عارف سے دور کرے جب آواز کن کی سماعت میں آئیگی

بیت لب بند و چشم بند و گوش بند ـ تا نباشد سر حق بر ما بخند ـ جب کن کہا تو

جمیع کائنات کا نقش اللہ اور محمد کی صورت پر بلا امتیاز غیر کی ظاہر ہوا ـ یہہ مرتبہ

فراق کا ہے ـ فقط ایک لفظ کن کی آواز پر جمیع امکانات حالت اجمال سے تفصیل میں آکر

اپنے وطن خاص سے جدا ہوئی اور یہہ مفارقت ایسی نہیں جیسا کمہار مٹی سے مختلف

برتن بناکے باہم فرق کر دیتا ہے اور ایک دوسرے سے ایسی علیحدگی کہ تا وقتیکہ وہ

اپنی حیثیت موجودہ سے تجاوز نہ کرے بظاہر سلوک اتحاد باہمی نہیں ہو سکتا ـ بلکہ

یہہ تفرقہ ایسا ہے کہ ایک تخم سے جہاڑ پیدا ہوا اور اس جہاڑ کو بغور دیکہیں تو واضح ہوگا

کہ ہر ایک شاخ و برگ و گل باہمدیگر جدا ہیں مگر جز جو ان تمام کی اصل اصول ہے ہر ایک

کے ساتھہ رشتہ اتحاد باہمی رکہتی ہے ـ باین طریق جمیع امکان جو لفظ کن کے ساتھہ حالت

اجمال سے تفصیل میں آئی تو اپنی اصل یعنی ذات سے جدا نہیں ہوئی بلکہ ذات کو اپنے میں

پوشیدہ کر کے صفاتی لباس سے ظاہر ہوئی سو ذات سے ظاہر ہوا سو نور ہے ـ

اسمیں نقش دو جہاں مستور ہے ـ اس ظہور کے دو سبب ظاہر کئے ایک ظاہر دوسرا

باطن ـ ظاہر وہ ہے کہ عدم سے ظہور میں آنا ـ باطن وہ ہے کہ ظہور سے پہر عدم ہونا ـ دنیا

میں سوا بود و نابود کے کوئی دوسرا شغل نہیں ہے یہی شغل قیامت تک قائم رہیگا ـ

اور باطن میں یہی بہی بود و نابود کی حالت اپنی حالت سے موجود ہے ـ جیسا ایک مرتبہ

جبتک وہ اپنی ظاہری حالت پر قایم رہے ہرگز اصلیت یعنی مٹی سے اُسکی موافقت نہین
ہو سکتی گو وہ درحقیقت مٹی ہی ہے لیکن چونکہ صانع نے اپنی صناعی سے اُسکو دوسری صورت پر ظاہر کیا
کیا جب وہ حالت ظاہری سے تجاوز کر جاتی تو اپنی اصلیت یعنی مٹی سے موافقت پیدا کرے کل شی
یرجع الی اصلہ۔ مگر لفظ کن کا مقصود یہی ہے کہ مجمل کو تفصیل مین ظاہر کرنا شاد دیکھے۔ اور
اُس بود و نابود کے مابین جو رشتہ فراق ہی اُسکو سلسلۂ وصل خواہشات پر مستحکم کر کے
پھر حالت اصلی پر لاوے۔ چنانچہ شکل انسانی سے صاف ظاہر ہے کہ دو لفظ محمد اور ایک لفظ اللہ ترکیب
دیا گیا ہے۔ مثلاً شکل سر کی حرف میم سے مشابہ ہے اور ہاتھ (ح) سے اور شکم وکمر وغیرہ میم سے
اور پاؤن دال۔ یہہ شباہت نشست سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور نیز تولد بچہ کا جو شکم مادر سے ہوتا ہے
تو دونون ہاتھ کان پر اور پاؤن کی ران پیٹ سے لگی ہوی سر کی جانب جو پہلی میم محمد سے مشابہت
پیدا ہوتا ہے۔ بنظر اس حالت کے صاف محمد کی صورت پائی جاتی ہے۔ اور یہہ بہت کم ہے کہ جسکا
پاؤن سے تولد ہو۔ اول بچہ کا سر ظاہر ہونے کی یہی وجہہ ہے کہ جب احد جمیع صفات کو ظاہر کرنا چاہا
تو وہ اپنی حد سے باہر نکل کر احد کو احمد کی صورت پر تعین مین لائی ہو لف لاکہہ طرح سے شکل
بدلکر دیکھتا ظاہر ہے خوب سے دیکھو وہی محمد کی صورت آخر جب بچہ پیدا ہو گیا تو الف کی صورت ظاہر
ہوی۔ چونکہ وہ حالت معکوس جو نشست کی ہر دور ہو کر قیام مین آجاتا ہے۔ اور یہہ حالت نماز کی ظاہر
سے واضح ہوتی ہی۔ چنانچہ قیام سے لفظ اللہ اور رکوع سے لفظ احمد اور سجود سے لفظ محمد
پیدا ہے۔ ظاہری نماز کا اصول یہی ہے کہ قیام و قعود رکوع و سجود سے اللہ احمد محمد محمود کی شکل
وجود سے بنائے اور حالت محمودی پر نماز ختم کیجائے۔ اب اس جسم سے کوئی دوسرا لفظ تغیری حالت مین
نہین بن سکتا۔ اللہ تعالی نے جمیع اشکال کا نقشہ یہی نماز کی حالت پر پیدا کیا۔ چنانچہ وجود
درخت قیام پر۔ چرند و پرند رکوع پر۔ اور حشرات الارض سجود پر۔ پہاڑ وغیرہ قعود پر

جب کل کائنات کا نقشہ کی حالت پر بنایا گیا اور اسکی ابتدا و انتہا اللہ اور محمد پر
ہوئی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے اگرچہ ایک لاکھ کئی ہزار مبعوث ہوئے لیکن پوری پوری کسیکو نصیب نہ ہوئی
جو ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی امت مرحومہ کو۔ اسلئے آپ ختم رسالت ہوئے
چونکہ اس چیز کی حقیقت کو جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو سوا اللہ اور محمد کے کچھ نہیں پایا جاتا اور
اسکا ظہور ترتیب ہے۔ آپکا نور پاک اور ظہور بعد ہونیکی یہی وجہ ہے کہ مخفی میں
وہ ذات احد تھی جب تعین میں آئی تو احمد ہوئی چنانچہ اسکا بیان آگے ہوچکا ہے
تعین محمدی ظہور ذات ہے۔ جمیع امکان نور احمدی کا ظہور ہے۔ اس ظہور کی صداقت کے لئے
خاص نور کا ظہور بعد ہوا چونکہ اگر پہلے ہی ہوتا تو جمیع امکان کی صداقت کس سے ہوسکتی کہ یہ کس نور کا
ظہور ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ کسی مقدمہ میں گواہ سے پہلے مدعی کا ظہور ضرور ہے۔ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سے یہی شہادت ہے کہ آپکی ذات پاک نور ذات۔ اور جمیع امکان
آپکے نور کا ظہور ہے **رباعی** پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ + ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ + ای
ختم رسل قرب تو معلوم شد + دیر آمدہ از رہ دور آمدہ + اور لفظ کن میں بھی یہ قدرت
نہیں کہ وجود محمدی سے تجاوز کرکے کوئی اور وجود پیدا کرے۔ جیسے ان چاروں نام کی
شباہت باوجود موجودیت اپنے جسم ظاہری کے نہ بنایا اور نہ دیکھا تو کیا کیا اور کیا دیکھا
نماز ظاہری رکوع و سجود ہے باطنی ترک وجود العاقل تکفیہ الاشارۃ اس بیان کے
متعلق رسالہ توضیح الاشارات میں تشریح کی گئی ہے **بیت** صد ہزاران عارفان در گفتگو
اندرین رہ لوح دل در شست و شو قولہ تعالی خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنی پیدا
کیا انسان کو اوپر صورت اپنے کے یعنی انسان ظاہر و باطن صورت اللہ کی رکھتا ہے۔ اسلئے
اسکو ظاہر کرنیکے لئے بھی آدم کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے سرفرازی بخشی الانسان

بنیادی رتبہ ہے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت مرادی بیت خدا تک آپ نجھ
ہزار آدم یک ہے جیسا جذب ہے حوتی انگور داری شک + اور نیز صاف فرما دیا کہ الانسان
سری وانا سرہ یعنی یہہ بھید وہی ہے جو وحدت ہے ایک شان کثرت و نام کے ساتھ کثرت
میں آکر آئینہ حسن میں اپنے جمالی صورت دیکھکر خود ہی اُسپر مفتون ہوا مثل اشد
اور نبی کا ایک بھید جیسا ایک موتی میں دو بھید فرد الانسان سری انا سرہ
کی معانی کا یہہ کچھہ خلاصہ مطلب + تو آئینہ اُسکا وہ آئینہ تیرا ہے جس میں انسان
راز نہیں تو ہے + اسکی معرفت اُسیکو حاصل ہے جو اس راہ میں قدم رکھے حافظ
در رہ عشق نہ شد کس بیقین محرم راز + ہر کسے بر حسب خویش گمانے دارد + عارف قطعہ
علم سے واقف ہے نہ کہ حقیقت سے قطعہ زاہد بہ نماز و روزہ ضبطے دارد + عاشق بشراب
ناب ربطے دارد + معلوم نیست کہ یار مصروف بکیست + ہر کس بخیال خویش ضبطے
دارد + قولہ بعد ازاں برائے حکومت جہاں وجود آدم ساختند از سیر اربع عناصر و از
خلعت بہشت مزین کردہ نام او خلیفہ داشت و با سمہا خود موصوف گردانید ترجمہ بعد ازاں
حکومت جہان کے لئے وجود آدم چار عناصر کی سیر سے ترتیب دیکر خلعت بہشت سے زینت
دیا اور نام اُسکا خلیفہ رکھا اور ساتھ ناموں اپنے کے موصوف کیا اور کہا کہ انی جاعل
فی الارض خلیفۃ یعنی تحقیق کہ میں گردان نے والا ہوں اوپر زمین کے خلیفہ بیت
از سر شو محمد باطن پائے + شد سر اسیر ظہور ذات خدائے + تشریح اس ذاتی
وجود کو صفاتی لباس سے تغیر و تبدل کرکے مختلف صورت پر تجلیات گرشود مبہم لباس
بدل + شخص صاحب لباس را چہ خلل + مقام شہادت مرتبہ عقل کل سے عرش تک اور
عرش سے تحت الثری تک ہے اور انسانکا وجود ظاہری بھی مرتبہ شہادت میں ہے اگرچہ

یہہ وجود خاکی چار عناصر سے مرکب ہے لیکن چار خاصیتین جسکو امتزاج عناصر کہتا ہے
اول آتش گرم و خشک دوم باد گرم و تر سوم آب سرد و تر چہارم خاک سرد و خشک
اگر کوئی معترض ہو کہ یہہ چار عناصر باہم یکدیگر ضد ہین بفحوائی الضدان لا یجتمعان
یعنی دو ضد جمع نہین ہوتے ہین۔ پہر مرکب کیونکر ہوسکتے جواب یہہ ہے کہ ہر چند عناصر کو چند
باہمی ضد ہی اسیقدر اتفاق بہی ہے چنانچہ آتش گرم و خشک ہے اور خاک سرد و خشک
یہہ ہر دو خشکی مین باہم موافق ہین لیکن گرمی آتش اور سردی خاک مین اختلاف ہے
تو ہوا گرم و تر اور پانی سرد و تر ہے۔ ہوا اور پانی کی تری مین اتفاق ہے لیکن ہوا
کی گرمی اور پانی کی سردی مین ضد ہے تو ہوا کی گرمی کو آتش کی گرمی سے موافقت ہے
باین قیاس ہر ایک جنس اپنے ہمجنس سے اتفاق کرکے جسم خاکی کو بحال رکہے ہین۔
چنانچہ آدمی کے جسم مین صفرا آگ کے مانند لہو ہوا کے مانند بلغم پانی کے مانند
سودا خاک کے مانند ہے جبتک یہہ آپسمین متفق ہوں تو انسانکی زندگی ہے جو واجب الوجود
کے ساتہہ قرار دی گئی ہے اور جب یہہ کم و بیشی کی وجہہ سے نااتفاقی پیدا کرین تو
اقسام کے بیماریئن ظاہر ہوکر جسم کو نحیف و لاغر کرکے قالب کو خالی کر دیتے ہین اسلئے
یہہ موت فتوری کہلاتی بیت هرچه باشد آب و آتش باد و خاک + جملہ مخلوق گرد
از وضع پاک + قولہ چون خدا را ذات آدم باید گفت اما باسم نشاید۔ زیرا کہ آدم
از گل آراستہ و جان خلاصہ است ترجمہ خدا کو ذات آدم کہا چاہئے لیکن نام کے ساتہہ
نہ کہے کیونکہ آدم کا وجود مٹی کا ہے اور جان پاک تشریح چونکہ آدم صفت ذات ہے
اگرچہ صفت ذات سے جدا نہین ہوسکتی لیکن جب نام کوئی صفت سے موصوف ہو وہ ذاتی
نہین ہوسکتا۔ خاص آدم اسم مجمل ہے۔ چنانچہ ہاتہہ۔ پاؤن سر شکم وغیرہ کا

اسم محبتنا آدم ہے پہر اس آدم کا ایک صفتی نام حسین ہے وہ پکارا جاتا ہے یعنی ت پیغمبر
قرار دیا گیا پہر وہ یہہ نام درحقیقت عارف کا ہے۔ چونکہ آدم ایک خاک کا پتلا ہی مادہ فقط کہ
ممکن اسکو حرکت نہ دیوے متحرک نہیں ہوسکتا جب یہہ صفت آدم کی بہری تو کیا مجال اسکو
کر سکیگی آواز سنکر جواب دے العاقل تکفیہ الاشارہ حافظ آنکس است اہل بشارت کہ
اشارت داند۔ نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست **قولہ سوال** آدم را خدا باید گفت یا
آدم کو خدا کہہ سکتے ہین یا نہین **جواب** خدائیتعالی موصوف است و آدم صفت۔ ذات
آدم ازو علیحدہ نمیشود بلکہ ذات آدم دلالت میکند بر ذات خدا۔ چنانچہ جبرئیل از حضرت
پاک رب العالمین کلام می آرند حرف و صوت ندارد پس اینجا بآن کلام دلالت میکند
بدانید کہ وکیل باعتبار امر است آدم صفت کل قدیمی دارد۔ و ذات آدم خلاصۂ قدیم است
ہمیشہ خواہد ماند لیکن قالب فنا میشود بنظر بطونی آدم را خدا باید گفت **ترجمہ** خدائیتعالے
موصوف ہی اور آدم صفت۔ ذاتِ آدم اس سے جدا نہین ہوسکتی۔ بلکہ ذات آدم مدلل ہے ذات خدا
پر چنانچہ جبرئیل علیہ السلام رب العلمین کی درگاہ پاک سے بغیر حرف و آواز کے کلام لیے آتے
ہین (اور وہ یہان باحرف و آواز ہوتا ہے) پس یہی کلام دلالت کرتا ہے (اگر ذات خدا
علیحدہ ہوتی تو ذات جبرئیل کو کیا قدرت کہ کلام بیحرف و آواز کو سمجہہ سکے باحرف و آواز
کرے) واضح ہو کہ وکیل باعتبار حکم کے ہی۔ آدم صفت کل قدیم رکہتا ہی اور ذات آدم
خلاصۂ قدیم ہے۔ ہمیشہ رہیگی لیکن قالب فنا ہوجائیگا۔ بہ نظر بطونیت آدم کو خدا کہنا
چاہئے **تشریح** ع کوئی سمجھے یا نہ سمجھے کہتا ہے مرزا کی + باطن مین مین خدا ہون
ظاہر مین بندہ خاکی + مثلاً ایک دریا مین ہزار بلبلے پیدا ہین جب غور سے دیکہا جائیگا
تو ہر ایک کی شکل بلحاظ ایک دوسرے کے علیحدہ معلوم ہوگی۔ باعتبار پانی کے حیثیت بلبلے کی

جدا ہے لیکن فی الحقیقت ببلا پانی ہے چونکہ اپنی اصلی حقیقت سے صورت بدلنے کے باعث
ایک صفتی نام قرار پایا۔ جب تک وہ ببلے کے نام سے قایم ہے بظاہر اسیر پانی یا مقید مکمن
گو وہ حقیقت پانی ہی رہا ہے۔ جب وہ پھوٹ جایگا تو اسکا صفتی نام گم ہوکر خود ذاتی
فناء الفنا ہو جایگا بیت آب دریا چون زند موج دگر + در حقیقت آب باشد جلوہ گر +
علیٰ ہذا آدم بھی جب تک جسم خاکی سے نامزد ہے بندہ کہلائیگا اور جب اس قفس سے گذر جا
تو خدا ہو جاویگا بیت چون شوی خالی تو از ذکر خدا + راہ یابی در حریم کبریا + اس قفس سے
تین مدارج ہین اول خاص الخاص دوم خاص سوم عام۔ خاص الخاص وہ ہے
کہ مرتبہ فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول سے گذر کے فنا فی اللہ تک پہونچے مولف ببلا
پھوٹا تو پانی ہوگیا + خود سے جو گذرا وہ فانی ہوگیا۔ خاص وہ ہے کہ طالب مولا ہو حدیث
طالب المولیٰ مذکر یعنی طالب مولا کا مرد ہے بیت گشت چون بر نقش دل نقش الہ + غیر
نقش اللہ را ایدل مخواہ + عام وہ ہے کہ طالب دنیا ہو حدیث طالب الدنیا
مونث یعنی طالب دنیا کا مونث ہی بیت ہست دنیا پیرزال پرفریب + میکند
پیر وجوان را بیے شکیب + دنیا مین انسانکے بھی تین قسم ہین۔ مجذوب سالک
مجذوب۔ سالک۔ مجذوب کسی سے غرض نہیں رکھتے بلکہ اپنی حالت سے بھی بیخبر ہین
سالک مجذوب مخلوق کے ساتھہ خوشخوئی سے شامل اور خدا سے واصل ہین یہہ
فعل حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا ہی۔ اور یہہ مرتبہ برزخ البرازخ ہی جسنے
اسکی پیروی کی گویا آپکے قدم پر قدم رکہا فرد ادہر اللہ سے واصل ادہر مخلوق سے
شامل + خواص اس برزخ کبریٰ مین ہے حرف مشدد کا + سالک سیر مین
مکمن کے رہتے ہین بندہ نسلی ہے اور خدا اصلی۔ یہہ قید اصلی تمثیلاً لکہا گیا ہے کہ

اس ذات بیچون کے شایان - اصلی سے مراد یہی ہے کہ لم یلد و لم یولد یعنی نہیں
جنا کسیکو اور نہ جنا گیا کسی سے - نہ کہ اسپر خاص اصلی کا قید لگا کر کوئی دوسرا یعنی
معنی سمجھے - اللہ کی ذات ہر شئی پر محیط ہی بجز ذات اسکے کسی شئے کا امکان ممکن
نہیں **قولہ تعالیٰ** وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی اور وہ ساتھ تمہارے جہاں تم ہو
سعدی - ہر گیاہی کہ از زمین روید + وحدہٗ لاشریک میگوید + اور بجز حکم اسکے کوئی چیز
متحرک نہیں ہوسکتی **حدیث قدسی** لَا تَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ یعنی نہیں
کرتا ہے ایک ذرہ بغیر حکم اللہ کے **قولہ سوال** خدا را صورت باید گفت یا نہ اگر گوید
کدام صورت + خدا کو صورت کہا چاہیے یا نہیں اگر کہے تو کسی صورت **جواب** صورت
آدم **قولہ تعالیٰ** اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ یعنی تحقیق اللہ نے پیدا کیا
آدم کو اپنی صورت پر (**شیخ حسین بلخی رحمۃ اللہ**) گر کسے صورت خدا طلبد + روئے
خوبان چنانکہ بنماید) **سوال** خدا بقا دارد بہر اطلاق صورت آدم چگونہ راسخ آید
خدا قائمی رکھتا ہی اسپر صورت آدم کا اطلاق کیونکر استوار آیگا **جواب** صورت
آبرو را گویند پس آبروئے خدا بر آدم تجلی میکند ہمچو تابش آفتاب کہ بر ہمہ اشیا روشن
است - صورت آبرو کو کہتے ہیں پس آبرو خدا کی آدم پر تجلی کرتی ہے مثل چمک
آفتاب کے کہ اوپر تمام اشیا کے روشن ہے ۵ ظہور نور تجلی ہر جبین بتان
ہمہ لطافت خوبی ہمہ لطافت اوست + **تشریح** آبرو سے مراد یہی ہے کہ جیسے ایک فانوس
میں چراغ رکھا جائے تو اس چراغ کی روشنی سے فانوس روشن ہو کر خود چراغ کی صورت
پیدا کرتا ہے مگر وہ روشنی اسمیں حلول نہیں ہے شعر علی ہذا التجلی بو ر ذات سے جسم آدم
ایسا منور ہے کہ خود نور کا ظہور بتلاتا ہے - **قولہ تعالیٰ** صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ

صبغة یعنی رنگ اللہ کا اور اسکا رنگ ہے اللہ سے بہتر - چراغ صرف ایک گہر
روشن کرسکتا ہے مگر چراغ الہی کا وہ ظہور ہے کہ جملہ جہاں کو خود چراغ ہونیکا دعویٰ ہے
سوال خدارا در لامکان میگویند آن کجاست - کہتے ہیں کہ خدا لامکانی ہے وہ
کہاں ہے **جواب** در ذات آدم قولہ تعالیٰ وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ اور
بیچ ذاتوں تمہارے کے ہے پس کیوں نہیں دیکھتے **تشریح** لامکان کے معنے یہ ہیں
کہ نہیں ہے مکان اور کسیکے رہنے کا مگر سوائے خدا کے - چونکہ حق تعالیٰ شراکت غیر کی ذات سے
سے پاک اور پاک ہے - اگر کسی کی شراکت ہوتی تو صرف مکان کا لفظ کہا جاتا نہ کہ لامکان
چنانچہ بہ نظر باشندگان جہاں ہر فرد اپنے رہنے کی جائے کو مکان کہتا ہے کیونکہ خدا نے
ہر ایک کو جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں کے فیما بین شراکت کا مضبوط سا سلسلہ ہے
اور خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اُسکے رہنے کی جائے بھی لامکان کہلائی - اور وہ جائے
قلوب المومنین یعنی دل مومنوں کے اسلیئے فرمایا کہ وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ
تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ
الْغَافِلِينَ یعنی اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دلمیں گڑگڑاتا ہوا یعنی پکار کے اور ڈرتا ہوا
اور پکارنے سے کم آواز بولنے میں یعنی بالکل آہستہ صبح اور شام کے وقتوں میں اور
مت ہو بیخبر - اگر کسی نے اس جا میں غیر کو جا دی تو وہ عرش اللہ یعنی لامکان نہ رہا
بلکہ وہ مشرکو ننکا مکان ہے - اور نیز حکم ہو چکا ہے کہ وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا
یعنی کوئی شرک مت کرو عبادت میں اللہ کے **سوال** ذات وصفات کرا گویند -
ذات اور صفات کسکو کہتے ہیں **جواب** نود و نہ نام خدا صفات اند و یک نام اللہ اسم ذات
است - تو دو نہ نام خدا کے صفات ہیں اور ایک نام اللہ کا اسم ذات ہے **تشریح** درجہ

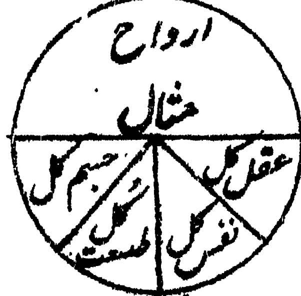
وحدت سے مقام شہادت تک جو کچھ پیدا ہوا ہے وہ صفت ذات ہے اور جو صفت مخلوق ہے وہ صفات الصفت ہے۔ مثلاً کسی نے کسی پر رحم کیا تو رحیم کی صفت اُس کی ہے رحیم نام اللہ کا اور صفت ذات۔ لیکن چونکہ بندہ خود صفت ہے جب اُس سے کوئی صفت پیدا ہو تو صفت کی صفت کہلائیگی بایں طریق تو وہ نام کی صفت ہے۔ اور ذات وہ ہے کہ اُسپر کسی طرح کا قید نہ ہو۔ حدیث تَفَکَّرُوا فِی صِفَاتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوا بِذَاتِہٖ یعنی فکر کرو صفت میں اُسکی اور مت فکر کرو بیچ ذات اُسکے۔ کیونکہ ذات وحدہٗ لاشریک ہے اگر کسی نے ذات میں فکر کی اور اُس فکر کی رسائی ذات تک ہو تو وحدانیت میں فرق آ جائیگا۔ چونکہ بوجہ رسائی فکر شراکت پیدا ہوئی۔ اور ذات ہر شراکت سے مستثنیٰ ہے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ انسان کی عقل یا فکر و وہم و خیال و گمان وغیرہ ذات تک رسائی کرے یا اُسکو پا سکے۔ مثلاً نمک اگرچہ یہ درحقیقت پانی ہے لیکن تا وقتیکہ وہ پانی سے پانی نہیں ہو سکتا۔ جب پانی ہو گیا تو نمک کا نام باقی نہ رہیگا۔ اور بصورت نمک مجسم اپنے تعینی جسم سے پانی کو کیونکر پا سکتا۔ اسلئے حکم ہوا کہ لَا تَفَکَّرُوا بِذَاتِہٖ۔ چونکہ ذات میں فکر کرنے سے گمان اُس فکر پر حاوی ہو کر ایک تعینی شباہت دکھلا کر عقیدہ کو غیر مستقیم کرکے شرک پیدا کرتا ہے حافظ ما عاقلان نقطۂ پرکار وجودند ولے۔ عشق داند کہ دریں دائرہ سرگردانند قولہ سوال خدا را در دنیا چگونہ بیند۔ خدا کو دنیا میں کیونکر دیکھے جواب در ذات خود۔ اپنی ذات میں حدیث مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی جسنے جانا نفس کو اپنے پس تحقیق پہچانا رب کو اپنے تشریح مولف بیخود ہو کر اپنی خودی کو نور خدا میں ہو گئے فنا۔ صاف نظر میں آئینہ ہی نظارہ خدا کا کرلے ذات کو پانے کیلئے پہلے چار چیزیں ضرور ہیں اول اعتقاد کامل دوم عشق کامل سوم

مرشد کامل جہاں ہم کامل حضوری مرشد۔ عشق اور اعتقاد جسکا قوی ہو تو یہہ خود مقام
ناسوت سے احدیت تک اُسکے رہنما ہیں ع عشق در ہر دل کہ باشد رہبری در کار نیست +
تا درو عروج ونزول کا سیر کراکے آئینہ کے مانند صورت مقصود بتلاتے ہیں مولف
اُٹھ گیا پردہ خودیکا سیں بغیریت سے جب + شش جہت مین توہی تو ہر سو نظر آیا مجھے
بزرگان سلف نے دوایر ذیل کو فرضی طور پر لکھا ہے۔ اسلئے معاینہ سے وجودی تماثلات واضح ہوگا

لامکان



برزخ کبریٰ (قاب قوسین) برزخ صغریٰ



نعلین تو تاج قاب قوسین تمکین تو جان آفرینش

طریقہ اذکار

ذکر نصیرا۔ سرہ ناک پر نظر کو قایم کرکے لفظ اللہ کے ساتھہ دلسے مشغول رہے۔ ذکر محمودا درمیان دو ابرو کے نظر قایم کرکے لفظ اللہ کے ساتھہ دلسے مشغول رہے۔ شغل آفتاب طلوع آفتاب کیوقت قرص آفتاب پر نظر قایم کرکے شعاع پر نظر واعتبار رکھیے۔ شغل آئینہ نظر آئینہ پر قایم کرکے نمائی صورت کو نمایش حق جانئے۔ شغل سایہ۔ دوپہر کو آفتاب کے مقابل کھڑے ہو اپنا عکس دیکھیے۔ شغل مہتاب چاندنی میں اپنے سایہ کو دیکھتے ہوے شعاع پر نظر ڈالیے ایکہفتہ مین حاصل ہوتا ہے۔ خصوصیت مرد خواص کے